بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

جامع البحرین

مصنف

حضرت مولنا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ

باہتمام

اراکین دیندار انجمن خانقاہ سرور عالم جگت گرو آشرم

آصف نگر، حیدرآباد دکن

مطبوعہ مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

بار اول (۵۰۰)

قیمت دو روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انتساب

مرحومہ رقیہ خاتون زوجہ ابوالخیر میر حسن صاحب سجادہ نشین ایک نیک خاتون تھیں آپ نے
وطن میسور سے آکر خانقاہ سرور عالم ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی اور کبھی یہ خیال نہ کیا
کہ خانقاہ سے وطن واپس جائیں، دینی علوم کے حصول میں خاص انہماک تھا
اور خانقاہ کی دیگر خواتین میں مرحومہ کو یہ امتیاز تھا کہ آپ دینی مسائل
دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتی تھیں اور اس خاتون نے
اس کتاب کی طباعت کے لئے کافی امداد کی تھی
اس لئے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے
ان کے نام اس کتاب کا انتساب
کیا جاتا ہے

صدیق دیندار
المرقوم ۲۳ صفر المظفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

بنامِ آنکہ نامِ اوست اللہ ؎ بشانِ خود بگفتہ قُل ھُوَ اللہ

میں اس کتاب کو اس کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کا نام اللہ ہے اس نے رات اور دن بنائے اس نے ظلمت اور نور پیدا کئے وہی ابلیس اور فرشتہ کو ظہور میں لایا۔ اس نے ہی انسان میں نور ایمان کو ودیعت کر دی اس نے ہماری روحانی ارتقاء کیلئے موت اور حیات کا امتحان رکھا یہ کفر و اسلام دو متضاد قوتیں ہیں جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں درحقیقت یہہ دونوں ذات واجب الوجود کے غیب و شہادت کی تفسیریں ہیں۔ وہ اول ہے وہ آخر ہے۔ وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ اس کا غیر کوئی نہیں بُعدت اور قربت اس کے پاس یکساں ہے۔ وہ سب ہے اسی میں سب جلوہ گر ہیں ہمسایہ اور ہمنشین سب اس کے راستہ پر ہیں۔ تفریق اس کے چمن کی بہار ہے۔

وحدت اس کے جذبۂ محبت کا پھل ہے۔ حشر و نشر اسکی ربوبیت کا راز ہے۔ جب تک
وہ واجب الوجود اپنے بندوں میں صفات سے رونما ہوتا رہا اس کے بندوں نے
[illegible] ذات کی نسبت یہ تصور باندھا کہ "بنام آنکہ او نامے ندارد۔ بہر نامے کہ خوانی
[illegible] دہ" فقرائے ہند نے اس حقیقت کا انکشاف اس طرح کیا ہے۔

న కాష్ఠే విద్యతే దేవో
న పాషాణే న మృణ్మయే
భావే హి విద్యతే దేవో
యద్భావం తద్భవతి
([illegible] 5) 3)

خدا نہ لکڑی میں ملتا ہے نہ پتھروں
میں نہ مٹی کے اجسام میں صرف
اندازہ سے ہی خدا ملتا ہے۔ جس
طرح انسان اندازہ لگاتا ہے اُسی
اندازہ سے وہ ملتا ہے۔

نعت

لاکھ لاکھ درود اس مظہر اتم پر جو باعث ایجاد عالم ہے۔ رحمت للعالمین ہے
حق سبحانہٗ و تعالےٰ اور کل ملائکہ کل مومن مسلمانان عالم سے ان گنت درود حاصل
کرنے کیوجہ وہ محمدؐ ہے اللہ کی تعریف کرنے میں کل انبیاء پر سبقت لیجانے کیوجہ

سے وہ احمد ہے۔ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ کا تصرّف اپنے اندر رکھنے والا ہونیکی وجہ سے وہ ماحی ہے۔ حشر کے دن تمام انبیاء کو اپنے جھنڈے کے نیچے پناہ دینے والا ہونے کی وجہ سے حاشر ہے۔ انبیاء کے دین و ایمان کی تکمیل کروالے کیوجہ سے عاقب ہے۔ آپؐ ہی عالم ناسوت کی وحدت قائم کرکے آدم بنے آپؐ نے ہی عالم ملکوت کی وحدت قائم کرکے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا خطاب پایا۔ آپؐ ہی عالم جبروت کی وحدت قائم کرکے خاتم النبیین بنے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥

اس علم ختمیت سے جاہل رہ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی امّت نے یوسف علیہ السلام کی نسبت کہا کہ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔ یعنے یوسف علیہ السلام ہی خاتم النبیین ہیں۔ ہندوستان کے بڑے اوتار سری کرشن جی کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ویاس جی نے بھی وہی جہالت کی جو یوسف علیہ السلام کی اُمّت نے کی تھی انہوں نے کہا کہ "کیشوات پرم نا شتی" یعنے کیشو کے بعد اللہ کسی اوتار کو نہیں پیدا کریگا۔ انہوں نے اس جہالت کی یہ سزا پائی کہ ان کا ہاتھ فالج مار کر گر گیا ([illegible]

میں پھوٹ ہوگئی) ان کے خواب میں خود سری کرشن جی پہونچکر "اُھَم کَرتا جگت کرتا مَھیشوَر" مجھکو بنانیوالا اور جگت کو بنانیوالا یا باعث ایجاد عالم رب العالمین کے مظہر رحمت للعالمین ہیں۔ فقراء ہند اس وحدت کیطرف اشارہ کرکے یوں کہتے ہیں۔

جو شخص شانتی (اسلام) میں داخل ہوکر میری قدر ویسی کرے جیسی وہ اپنی قدر کرتا ہے تو وہ ضرور روح اعظم بن جائیگا اور وحدت الوجود کی ذات میں فنا ہوکر کامل برہم بن جائے گا۔	యస్తోశేలాది యు క్తస్వసోమాత్రు వేన పశ్యతి। సజ్ఞా తపరము ష్ఠ్యొ అద్వై తంబ్రహ్మకేవలం. (శ్రు-రా-ఉ.)

ذات واجب الوجود کے متعلق فقراء ہند یہ کہتے ہیں

برہم بذات خود اطمینان ہے وہ جنت علیین ہے۔ وہ کامل عرفان کی صورت ہے وہ وحدت الوجود ہے وہ افلاک کی طرح گھیرا ہوا ہے۔ وہ تو ہے کا نشان ہے	బ్రహ్మానందం పరమసు ఖదం, కేవలం జ్ఞాన మూర్తిః ద్వంద్వాతీతం గగనసదృశం తత్త్వమస్యాది

లష్టీం ఎరం వత్యం విముల
ముభ్రసం వరాణదిసాక్షీ భు
తంభూరా త్రతం త్రిగుణ౧ ర
తీంతం వర్తుగ్గురూ ు తన్న
నమూ ఖ ౹ ౹౹.

ایک وہ اور دائمی ہے وہ بے عیب ہے
قائم ہے۔ شاہد کل شیء ہے۔
اندازہ سے دور ہے۔ تین صفتوں سے
مبرّہ ہے۔ اے سچے ہادی تیری اطاعت
کرتا ہوں میں۔

آیۂ کریمہ

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ — اسکو کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور وہ آنکھوں کو

الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ وَتَرَاهُمْ — دیکھتا ہے اور وہ لطیف اور خبیر ہے اور اے (محمد) تو دیکھتا ہے

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ — انکو نظر کرتے ہیں تیری طرف اور وہ تجھکو نہیں دیکھتے

دربیان عناصر

[illegible].

جاننا چاہئے کہ فقرائے ہند کے پاس پانچ عناصر ہیں۔ اور فقراء اسلام کے پاس چار اسکی وجہ یہہ ہے کہ فقراءِ اسلام کے پاس خلا یا آسمان حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم رہنے کیوجہ سے تعظیماً باد و آتش آب و خاک سے علیحدہ کر دیا ہے۔

فقراء ہند عناصر کو بھوت کہتے ہیں وہ پانچ بھوت ان کے پاس یہ ہیں۔

(۱) آکاش (۲) وایو (۳) اگنی (۴) جل تیج (۵) پرتھوی۔

ان پانچ عناصر کے مقامات انسانی جسم میں اسیطرح ہیں جسطرح کائنات میں طبق بطبق ہیں۔



وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

عبادت صلواۃ اور تسبیح کو نہیں کہا گیا ہے۔ صلواۃ و تسبیح و تحمید و تقدیس کل مخلوقات کرتی ہیں مگر عبادت کوئی مخلوق نہیں کرتی سوائے انسان کے اور یہہ بات بھی مسلمہ ہے کہ نیند اور غذا خوف و جماع جسکو فقراء ہند ندر آہار بھیا میتھن کہتے ہیں۔ [illegible] حیوان اور انسان میں مشترک ہے۔ اسکی خدمت عبادت نہیں ہوسکتی اور نہ انسان اس کام کیلئے پیدا ہوا ہے۔ صوفیا کرام کے پاس اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کی دوسری قرأت اِلَّا لِيَعْرِفُوْنِ ہے وہ حقیقت ہے۔ انسان حیوان سے ممتاز صرف عرفان کے نکتہ نگاہ سے کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق ایمان سے ہے یہی وجہ ہے کہ نبی رسول غوث قطب اولیاء اللہ جنس انسان میں مبعوث ہوتے ہیں وہ عارف کہلاتے ہیں۔ حدیث شریف كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ میں ایک مخفی خزانہ تھا مجھے محبت ہوی یا خواہش ہوی کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے آدم کو پیدا کیا۔

فقراء ہند تخلیق انسان کی غرض کو اسطرح بیان کرتے ہیں

غذا نیند اور خوف اور مباشرت
جانوروں میں اور انسانوں میں مشترک ہیں
انسان کو جانوروں پر فوقیت صرف عرفان
کی وجہ سے ہے یہہ انسان کیلئے مخصوص ہے اگر
یہہ نہ رہے تو وہ انسان جانور کے برابر ہے

ఆహారనిద్రా భయ మైథు
నాని సమానాని చేత
రాణాము పశు శాం
జ్ఞానం నరాణాం అధి
కో విశేషో జ్ఞానే
నహీనః సదశు భి
స్స మా నః ॥

روح انسان کیلئے مخصوص ہے

آیہ کریمہ

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○

اور جب تیرے رب نے ملائکہ سے کہا ضرور میں پیدا کرنیوالا ہوں بشر کو مٹی کے خلاصہ سے بدبودار کیچڑ سے جب میں نے اسکو برابر کر لیا اور میں نے اسمیں میری روح پھونکدی پس اسکے سجدہ کرنیوالوں میں ہو جاؤ

فقراء ہند اس مسئلہ میں اسطرح بیان کرتے ہیں

روح

پانچ عناصر سے ملی ہوئی ہے پہلا عنصر خلا ہے
خلا کے بعد ہوا۔ ہوا کے بعد آگ اور
آگ کے بعد پانی - اس کے بعد
زمین بنی زمین سے نباتات بنے
اور ان نباتات سے غذا بنی۔ غذاؤں
سے خون بنا (حیوانات بنے) ان حیوانوں
کے بعد انسان جو پہلے تھا وہ آیا۔

ఆత్మా సంభూతదాకాశం
ఆకాశాద్వాయుః వాయు-
రగ్ని అగ్నేరాపః తదభ్య
ఓషధి [illegible] పృథివ్యాః అ
[illegible] ధం [illegible] భావ అన్నం
అన్నాత్ [illegible] పురుషః
[illegible] - ౧౧

آدم کی خلقت بحیثیت روح ابتدا میں تھی وہی تخلیق کائنات کا باعث
ہوا۔ خود کو ایک زمانہ تک کائنات میں غائب رکھا اور بصورت ہیولیٰ [illegible]
روح جو انسان کہلاتی تھی جسم لیکر شہادت میں آئی [illegible] فقرا ہند [illegible]
کہتے ہیں۔ اور ابو الارواح کو [illegible] پرشش - یا کارن کایا کہتے ہیں۔ اس کا ذکر
بیان روح میں آئے گا۔

فقراءِ ہند مرتبہ صمدیقیت کو مہاتما اور اللہ کو پرماتما کہتے ہیں۔ وہ درحقیقت وحدت کا مقام ہے جسکو ادویت بھی کہتے ہیں۔ جو ابوالارواح یا روح الارواح ہے چونکہ فقراءِ ہند کے پاس احدیت کا مقام جو ذاتِ اللہ ہے مفقود ہے اس کو اشارۃً پرم پرا اُشتو کہکر خاموش ہو گئے۔ یعنے اوپر سے اوپر ہستی جہاں عقل حیران ہے۔

پانچ عناصر کے تعیّنات (పంచ-తన్మాత్ర)

فقراءِ ہند عناصر کے تعیّنات کو ماترے کہتے ہیں وہ یہہ ہیں

آواز[1] - احساس[2] - رنگ[3] . **శబ్ద . స్పర్శ . రూప .**
سیالی[4] - بو[5] **రస . గంధ .**

آواز آسمان میں ہے۔ احساس ہوا میں ہے۔ رنگ آگ میں ہے۔ سیّالی پانی میں ہے۔ بو زمین میں ہے۔

١۔ خلاصرف آواز کا حامل ہے۔

٢۔ ہوا میں۔ آواز ہے احساس ہے۔

۳. آگ میں - آواز ہے - احساس ہے - رنگ ہے -

۴. پانی میں - آواز ہے - احساس ہے - رنگ ہے - سیّالی ہے -

۵. زمین میں - آواز ہے - احساس ہے - رنگ ہے - سیّالی ہے - بو ہے -

فقراءِ ہند زمین کو دھرتی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں سب کو پکڑنیکی خاصیت ہے - انسان کے مٹی سے بننے میں یہی اشارہ ہے -

حواس خمسہ ظاہری — పంచ-(జ్ఞానేంద్రి)

حواس خمسہ ظاہری	పంచ-(జ్ఞానేంద్రి)
سامعہ - لامسہ -	శ్రోవణేంద్రి త్వక్కేంద్రి
باصرہ - ذائقہ -	నేత్రేంద్రి. రసేంద్రి
شامہ	ఘ్రాణేంద్రి.

حواس خمسہ باطنی — పంచ కరణేంద్రి

حواس خمسہ باطنی	పంచ కరణేంద్రి
اراده - عقل - فکر -	మన. బుద్ధి. చిత్.
انانیت - التفات -	అహంకార. అంతఃకరణ.

جسم انسان میں پانچ حواس ظاہری کے تعلقات

زمین کا تعلق ناک اور مقعد سے ہے۔ پانی کا تعلق زبان اور شرمگاہ سے ہے۔
اور آگ کا تعلق آنکھ اور ناف سے ہے۔ ہوا کا تعلق چمڑا اور سینہ سے ہے۔
خلا کا تعلق کان سے ہے۔

سات مقامات — సప్త స్థాన.

سات مقامات	సప్త స్థాన
مقام مقعد۔ مقام شرمگاہ۔	గుధిస్థాన. అంగస్థాన.
مقام ناف۔ مقام سینہ۔	నాభిస్థాన. హృదస్థాన.
مقام حلق۔ مقام درمیان ابرو۔	కంఠస్థాన. భ్రుమధ్యస్థాన.
مقام تالو۔	తాలుస్థాన.

فقراء ہند نے ہر مقام کا ایک ایک پوجاری بتایا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔
مقعد۔ گنپتی۔ لنگ کی جگہ برہم۔ ناف کی جگہ وشنو۔ سینہ کی جگہ شیوا۔ حلق کی جگہ سداشیو۔ درمیان ابرو گرو۔ اور تالو کی جگہ پر برہم۔ پرماتما۔ پرسول۔ پرمیشور۔

فقراء ہند سات چکر کے قائل ہیں

سبع درجات مراتب اذکار [illegible]

فقراء اسلام ان چکروں کی جگہ اذکار مراتب عالم بتاتے ہیں [illegible]

مراتب درجات - اذکار مقام مقعد -	[illegible]
مرتبہ نفس - عالم شہادت اذکار جلی - لنگ	[illegible]
مرتبہ قلب - عالم امثال - اذکار قلبی - ناف	[illegible]
مرتبہ روح - واحدیت - اذکار روحی سینہ	[illegible]
مرتبہ نور - وحدت - اذکار ستری - حلق -	[illegible]
مرتبہ ذات - احدیت - اذکار خفی - درمیان ابرو	[illegible]
گنج مخفی - نکتہ - ہویت - تالو -	[illegible]

فقراء ہند ان سات مقامات کو تین لنگ میں تقسیم کئے ہیں - وہ یہ ہیں -

نفس امارہ - نفس لوامہ -	[illegible]
نفس مطمینہ -	[illegible]

فقراءِ ہند نے ان تین لنگوں کے نفسوں میں ہر ایک کے دو دو تقسیم بتائے ہیں

نفس امارہ	شریعت	ఆచార లింగ
	طریقت	గురు లింగ
لింగ		
نفس لوامہ	معرفت	శివ లింగ
	حقیقت	జంగమ లింగ
ణ లింగ		
نفس مطمئنہ	فیض و برکات	ప్రసాద లింగ
	ہویت	మహా లింగ
లింగ		

خمس وجود و عالم

عالم ناسوت ۔ ممکن الوجود — ల కాండము.

عالم ملکوت ۔ ممتنع الوجود — క్ష్మ కాండము.

عالم جبروت ۔ عارف الوجود — రణ కాండము.

عالم لاہوت ۔ وحدت الوجود — హా కాండము.

عالم ہاہوت ۔ واجب الوجود — తిల కాండము.

الوان پانچ عناصر ਰੰਗ ਪੰਜ ਤੱਤ ਦੇ ੬.

خلا کا رنگ نیلا۔ ہوا کا رنگ سبز۔ آگ کا رنگ کالا۔ پانی کا رنگ۔ لال۔
مٹی کا رنگ پیلا۔

زمین سے جب درخت نکلتا ہے پیلا رہتا ہے۔ ہوا لگ کر سبز ہو جاتا ہے۔ آگ
اس کو جلا دو کالا ہوتا ہے۔ پانی سے کوئی شی بار باد دھوئی جائے لال ہو جاتی ہے۔

پنچی کرن (حواس خمسہ باطنی) عبارات ਖਦ ੬.

۱۔ چت (فکر) اس کی عبارت بیقراری ہے۔ جب بیقراری دفع ہو جائے تو یہ
بھی مر جاتی ہے۔

۲۔ بدھی (عقل) اسکی عبارت خیر طلبی اور شر سے گریز ہے حصول مطلب پر ختم ہو جاتی ہے
یا یہ کہو اطمینان وہ حقیقی اطمینان اسی وقت حاصل ہوتا ہے جہاں عقل کی پرواز
ختم ہو جائے۔ یا یہ کہو عقل کی پرواز کے خاتمہ میں اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ من (ارادہ) اس کی عبارت دل ہے۔ اس کے دو تقسیم ہیں خودی یعنی سنکلپ
اور بے خودی یعنے وکلپ۔ انسان جب مرید ہو جاتا ہے۔ یعنے جہاں اور جسم کو بھلا دیتا ہے

والی طاقت یعنے ارادہ مرشد کے حوالے کر دیتا ہے جسکو بیخودی کہتے ہیں۔ یہیں سے خدا کا ظہور شروع ہوتا ہے۔ یعنے روحانیت اور نور کا سامان شروع ہوتا ہے۔ مُرید نہ ہو بلکہ خود مُراد ہو وہ حامل وحی ہوتا ہے۔ اسکو بھی اس مقام سے گذرنا پڑتا ہے۔ یعنے اپنے ارادہ کو ذات کے ارادہ میں ضم کرنا پڑتا ہے۔

۴۔ اہنکار (انانیت) تقرار ہند اسکو پرماتما کا مقام کہتے ہیں اسی کو انانیت کا حق متصل ہے۔ یہ وجود اپنے طرف سے چیزوں کو نسبت دینے والا ہوتا ہے جب یہ مایہ سے نسبت کرتا ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں۔ اہنکار تین قسم کے ہیں (۱) ساتوک (۲) رجو (۳) تمو۔ ساتوک یعنے گیان سوروپ (مقام معرفت) اس کو مایہ سے تعلق ہے وہ کہتا ہے سب کچھ وہ میں ہی ہوں یہہ مرتبہ احاطۂ کُل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو بکل شیء محیط یعنے وہ ہر چیز کو گھرا ہوا ہے۔ ھُوَالاوّل وَالاٰخر وَالظّاھر وَالباطن یعنے وہ اوّل ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ رجو وطاقت ہے جو درمیانی ہے۔ اسکی نظر جیون پر ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ میں عنصر سے منزّہ ہوں جسم مجھ سے مناسبت نہیں رکھتا۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ کوئی چیز اس کے مانند نہیں وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ
اللہ بے نیاز ہے لاپرواہ ہے عالموں سے۔

تمووہ طاقت ہے جو دنیا میں درجہ ادنیٰ پر نظر آتی ہے۔ وہ مرتبہ عبودیت میں ہے وہ انست کیوجہ سے نزوال میں ہے یہہ طاقت نادانی جہل وغفلت کو نسبت لگاتی ہے۔ ہویت کی نظر کو محسوس کرکے میں اور تو کہتی ہے۔ اس طرح وہ یگانگی سے دور پڑی ہوی ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ یعنے کہدو اے محمدؐ میں تمہارے جیسا ایک بشر ہوں۔ اس میں ھویت نے جب وجود کی خواہش کی تو پرماتما کے ارادہ سے آتما بنا۔ جب قید زیادہ بڑھ گئی تو اہنکار آیا جب دوسرے کا قید اس پر زیادہ ہوگیا تو مہا آنت یعنے عقل کل کا نام پایا۔ یہہ سنکلپ سے یعنے خودی سے ہوا۔ اس سے پانچ گنان اندریاں بنیں اور اسی خودی سے پانچ کرم اندریاں نہیں وہ پانچ کرم اندریاں یہہ ہیں۔ واک۔ پانی۔ پاد۔ پائے۔ اُپستھ۔

گویائی۔ ہاتھ پاؤں کا کام۔ — వాక్, పాణి. పాద
پیشاب اور پائخانہ کا عمل — పాయు. ఉపస్థ.

یہ کرم اندریاں (حواس کسبی) اعضاء اور اجساد سے بنے ہیں۔ واک بات کرنا۔
وہ عمل ہے جو مافی الضمیر کو الفاظ کے سانچوں میں ڈھالکر ہوا کے لہروں سے
سننے والے کے کانوں تک پہونچاتا ہے۔ پانی دستی مشاغل یہہ وہ کسب ہے جس
بات کا انسان ارادہ کرتا اس کو ہیئت کذائی کا تغیر و تبدل ایجاد و اعادہ اشیاء
کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ پاد یہہ وہ محرک ہے جو ارادہ کا غلام بنا ہوا ہر حرکت
کیلئے تیار ہو کر منزل مقصود تک پہونچاتا ہے۔ پائے یہہ وہ عمل ہے جس کا اخراجی عمل
سے تعلق ہے اس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ گنپتی دروازہ کا رکھوالی ہے
پہلے اس کی پوجا ہوتی ہے۔ ورنہ تمام دن کی زندگی بے لطف ہے۔ اوپستھے
اس اندری کا عمل بھی اخراجی ہے اس کے عمل کو بھی صحت میں بڑا دخل ہے۔
اس راستہ سے ہی برھم کی کائنات کا ظہور ہوتا ہے۔ ان اندریوں کو کرم اندریاں
اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان پر انسان کے ظاہرہ کرم کا دارومدار ہے۔
آیۂ کریمہ۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا
تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ۔ تم کسی

شان میں نہیں ہوتے اور تم قرآن سے کچھ نہیں پڑھتے اور تم کسی کام سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ ہم تم پر گواہ رہتے ہیں جب تم اس میں لگے رہتے ہو۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ انسان جو کرتا ہے اس کا پھل پاتا ہے۔ کرم کے پھل پانے کیلئے انسان پیدا ہوا ہے۔ دوزخ اور جنت اسی کے لئے ہے۔ اس کرم (کسب) کو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے رکھتا ہے کہ تا کہ وہ اللہ کے کام کی معرفت حاصل کرے اللہ کا کام اسی انسان میں ہو کر کرتا ہے۔ جس کا عالم کسب بند ہو گیا ہے۔ آیہ کریمہ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وہ رفیع الدرجات انسان کے عمل صالح کیوجہ سے اسکو اٹھا لیتا ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ۔ لقاء اللہ اسکو نصیب ہوتا ہے جو مرنے کے آگے مرجائے۔

دربیان خلا (آکاش)

خلا میں آواز ہے۔ آواز جس کا نفس رحمان ہے۔ بجہت ایجاد لفظ کن سے ظاہر ہوئی۔ فقراء ہند اس آواز کو ناد کہتے ہیں۔ اس ناد کو سرسوتی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ناد سے آوازیں ہنکڑوں کی تعداد میں پیدا ہوئیں فقراء اسلام نے

اس کے متعلق لکھا ہے۔ "ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست" کہ شنید ایں چنیں صدائے دراز۔ ناد کو فقراء ہند نے تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) **اناہست** ۔ یہ آواز ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ فقراء اسلام اس آواز کو آواز مطلق کہتے ہیں اور اسکو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں۔ اور یہہ قدیم ہے۔ ابتداء میں کلام تھا اس کلام نے جسم اختیار کیا۔ یہہ کائنات عالم کل کلام (کن) سے بنا ہے۔ **آیہ کریمہ**

قسم کھاتا ہوں میں ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے تحقیق وہ رسول کریم کا قول ہے۔	فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝

احساس جہاں آکاش کو اس سے نسبت ہے۔ اب تک کسی نے اس آواز کا پتہ نہیں لگایا یہ آواز روح کے پیدا کرنے کے اسباب میں گم ہے۔

(۲) **ھست** ۔ یہ وہ آواز ہے جو ایک چیز کو دوسری چیز سے مارنے کیوقت نکلتی ہے۔ اس آواز میں بھی جب یہہ مجموعی صورت اختیار کرتی ہے تو وہ آدم

کی آواز آتی ہے۔ جرس کی آواز میں بھی اُوم کی آواز نکلتی ہے یہ وہ ہے جسمیں وحی
کا راز مضمر ہے۔ جرس اور جھانگ کے ایک ساتھ بجنے میں سوہم کی آواز نکلتی ہے۔
جرس وحی اور جھانگ انسان لیا جائے تو یہ اشارہ انسان اللہ کا مظہر ہونے
کا نکلتا ہے۔ کیونکہ سوہم کے معنٰی وہ میں ہوں کے ہیں۔

(۳) **شبد** - یہ آواز الفاظ کی نسبت سے ظاہر ہوتی ہے۔ فقرا ہند شبد
کو سرسوتی سے نسبت کرتے ہیں۔ صوفیاء اسلام اسکو اسم اعظم کہتے ہیں۔ اور کلمہ بھی
کہتے ہیں۔ فقرا ہند اس آواز کو وید مکھ بھی کہتے ہیں۔ اور یہ تین صفتوں سے
متصف ہے جسکو فتحہ ضمہ۔ کسرہ کہتے ہیں۔ فقرا ہند اسکو اکار۔ اوکار۔ مکار کہتے ہیں
اس کے مجموعہ کو اونکار کہتے ہیں۔ فقرا ہند اس کے اوپر کے مقام کو بند اور اس کے
اوپر کے مقام کو کرٹے کہتے ہیں۔ فقرا اسلام اسکو کلمہ کلام نور کہتے ہیں۔

آیہ کریمہ

اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ ۝	اسی کیطرف چڑھتے ہیں کلمہ پاک
کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا	کلمہ پاک مانند شجرہ پاک کے ہے اسکی جڑ

ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَاءِ ۝ | مضبوط ہے اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں۔

دربیان باد(وایو) ఇది వాయువు

انسان کے جسم میں جو ہوا حرکت کرتی ہے اس کے پانچ مقامات ہیں۔

روح پرور۔ تنفس ۔ تسویہ۔ | ప్రాణ . అపాన . వ్యాన . ఉదాన . సమాన .

ممدودہ۔ ریح۔

اُدان۔ وہ ہوا ہے جو حلق سے اُمّ الدماغ تک پہونچتی ہے۔ یعنے یہہ ہوا دماغ کی جڑ تک پہونچتی ہے۔ خوابین دکہاتی ہے۔ جس انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اسکو یہی ہوا ردیاے صالحہ اور مکاشفات دکھاتی ہے۔

پران۔ وہ ہوا ہے جو دم لینے میں آتی اور جاتی ہے۔ یہ زندگی کا یقین دلاتی ہے یہہ اس بات کا ارشارہ کررہی ہے کہ زندگی ھُوَ اللہ میں ہے۔

سمان وہ ہوا ہے جو ناف میں حرکت کرتی ہے اور وہ غذا کے جوہر کو تمام جسم میں پھیلانے کا باعث ہوتی ہے۔ ناف سے دشنو کا نکلنا انتظام کی طرف اشارہ کررہا ہے۔

ویان وہ ہوا ہے۔ جو ہر جوڑ میں رہتی ہے۔ انسان کے جسم کے مختلف عالموں کا جوڑ باندھتی ہے۔ ایک دوسرے کے متعلق عبارت کو صاف کرتی ہے اسکو سندھی یا رکوع کہا جاتا ہے۔ اس سے اللہ کی فعلی کتاب اور قولی کتاب کی تطبیق ظاہر ہوتی ہے۔

اپان وہ ہوا ہے جو نیچے سے خارج ہوتی ہے۔ اسکو فقراء اسلام ریح کہتے ہیں۔ اس ریح کے بند کرنے میں روح کی طاقت بڑھتی ہے۔ باوضو ہر کام جاندار ہوتا ہے شاندار ہوتا ہے۔ یہ ہوا عضو مخصوص کو گھیری ہوئی ہوتی ہے۔ اس ہوا کا تحللا بالطبع سیر تہجد کی نماز میں خصوص لمبے سجدوں میں ہوتا ہے۔ روحانی اور جسمانی صحت کیلئے تہجد کی نماز اسی وجہ سے زیادہ مفید ثابت ہوی۔ فقراء ہند کے پاس سات دوزخوں کے مقامات ناف سے شروع ہو کر مقعد پر ختم ہوتے ہیں۔ ان دوزخوں میں انقلاب پیدا کرنیوالی شی وہ نماز تہجد ہے۔

دربیان آتش (اگنی) ۲۴

فقراء ہند کے پاس آگ ایک دیوتا ہے۔ جس کے درشن سے اللہ کی معارفت پیدا ہوتی ہے۔ دیدوں میں اس کے پوجے کا بہت ذکر ہے۔ فقراء ہند نے اس کو اس قدر پسند کیا کہ مرنے کے بعد اپنے تینوں عناصر کو اس میں بھسم کر دیتے ہیں۔ یہ عنصر تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کا خاتمہ ہر جاندار کا خاتمہ ہے۔ جسم انسان میں اس کے مخصوص مقامات دو ہیں۔ ایک ناف دوسرا آنکھیں چونکہ ہر چیز کی حقیقت یا جوہر آگ میں تپانے کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ عنصر جب تک جسم میں ہے تب تک ہر اندرونی طاقت خواہ ساتوک ہو یا رجو یا تمو ہو وہ انسان کی آنکھ سے ظاہر کرتی ہے۔ فقرار اسلام آنکھ کو مقام جبرئیل بتایا ہے۔ فقراء ہند گناہوں کے زمانہ کو اللہ کے نیند سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ کا آنکھ کا کھولدینا جو اُدْعُوا اَقْرَءُ سے ظاہر ہے قیامت کا برپا ہونا ہے۔ جبرئیل کے وسیلہ سے اللہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اسی وسیلہ سے بدوں کو تباہ وبرباد کرتا ہے۔

دربیان آب (جل) (۵۰)

فقرا رہندکے پاس پانی کا دیوتا برہم ہے۔ اس کے دو مقامات ہیں ایک عضو مخصوص دوسرا زبان۔ یہہ بلا بدل سرشٹی کرتا ہے۔ سرستوتی اس کی جورو ہے۔ جو علم کی دیوی ہے۔ فقرا اسلام اس طاقت کو رحمانی طاقت کہتے ہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ؕ	رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اور اس نے انسان پیدا کیا اور اسکو بولنا سکھایا۔
اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ؕ	وحی کی مثال مانند بارش کے ہی جو آسمان سے آتی رہے اس میں اندھیرا ہے اور رعد ہے اور بجلی ہے۔
وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ؕ	اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پس اس سے زمین کو اسکے مرنیکے بعد زندہ کیا (یہی حال وحی کا ہی) اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔ کیا وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

پانی کا مقام بدن میں دو جگہ ہے ایک زبان دوسرا عضو مخصوص۔ پانی سے ہر چیز زندہ ہے۔ یہی عنصر ہر چیز کے پھلنے پھولنے کا باعث ہوا کرتا ہے اسکی روحانی حقیقت یہ ہی کہ وحی سے جنت کے باغات ہیں جسمیں ہر قسم کا میوہ اور سبزیاں، اسی سے منور ہوتی ہے۔

دربیان خاک (پرتھوی) نمبر ۵ (۴۹)

فقرا ہند کے پاس خاک کا دیوتا گنپتی ہے۔ اس کے مقامات دو ہیں ایک مقعد دوسرا ناک۔ یہہ مٹی بصورت آتش جب مصدر سے جدا ہوی بصورت سیال رہی اس پر جب پانی مسلسل پڑتا رہا سختی پیدا ہونے لگی پہاڑ بنے ندی نالے بنے نباتات کا ظہور ہوا۔ حیوانات پیدا ہوئے۔ بعد آخری مرحلہ میں حضرت انسان کا ظہور ہوا۔ یہہ انسان گو بصورت حیوانات دنیا میں آیا۔ اِلَّا اَنَّہُمۡ اَمۡثَالُکُمۡ کی صورت میں نظر آرہا ہے۔ یہہ پختہ مٹی سے ہے۔ اور خلاصہ کائینات ہے۔ پختہ مٹی سے ہونیکی وجہ سے پختہ چیزیں کھاتا ہے۔ گرم پانی نہاتا ہے۔ خلاصہ کائینات ہونیکی وجہ سے خلیفۃ اللہ ہے خلیفہ بانی کا ہمجنس ہوا کرتا ہے۔ گو یہہ حیوانوں میں مشترکہ ہے۔ مگر جنس علیحدہ ہے۔ عَوَامٌ کَالۡاَنۡعَامِ میں جب رسول آتا ہے گو وہ بحیثیت کلی روح رہتا ہے۔ اپنی

قوم سے کہتا ہے۔ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ریختہ مٹی یعنے ٹھیکری (مٹی کے جلے ہوئے برتن کا ٹکڑا) کبھی مٹی میں نہیں ملتا گو وہ ہزارہا برس اس میں دبی ہوئی کیوں نہ پڑی ہو۔ اور کل کبھی جز نہیں بنتا گو وہ کیسے ہی کبیرہ گناہ کیوں نہ کرے۔ ٹھیکری انتہا درجہ میں پس جائے حتیٰ کہ وہ انتہا میں اپنی صورت بالکل گم کرے تو اس کا خاک بنتا آخری نتیجہ ہے۔ اس طرح انسان میں کوئی نیکی نہو انتہا درجہ کا پاپی چنڈال مرجائے حتیٰ کہ انسانیت باقی نہو وہ جہاں سے آیا تھا وہاں چلے جانا اسکی فطرت ہے۔ مکان کے جڑ سے اکھیڑ کر پارہ پارہ ہو جانے کے بعد اس کے کسی جز کو مکان نہیں کہا جائے گا۔ مکان چند اجزار کے اجتماعی صورت کا نام ہے وہ ایک کیفیت اشتراک اجزا ہے اسی طرح حیوانات دنباتات عمارات کے اجتماعی حیثیت کا نام انسان ہے۔ وہ بڑھنے کیلئے آیا ہے اس وجہ سے اس خاک کے پتلے کے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے۔ وہ ناری ہے۔ اس کی صفت خاک کو دوسری صفتوں پر غالب ہونے دینے سے روکتا رہتا ہے یہ خاکی ہر زمانہ میں اولیاء اللہ سے اپنے قدر کے موافق فیض پاتا رہتا ہے وہ کل طینی طبیعت والے ہوتے ہیں۔ اس وقت یہہ آتشی صفت کا مغلوب انسان اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کے جرم کا مرتکب ہوتا رہتا ہے۔

معراج (ولادت)

جس طرح کائینات عالم میں صرف سات رنگ ہیں اسی طرح کائینات عالم میں صرف پانچ عنصر ہیں۔ ان سات رنگوں کے مختلف مقداروں کے ملاپ سے ہزار ہا رنگ ظاہر ہوتے ہیں۔ اسیطرح پانچ عناصروں کے قلت و کثرت کے ملاپ سے چودہ اسی لاکھ صفات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان پانچ عناصروں سے پیدا شدہ پچیس صفات صفاتِ اعظم ہیں۔ جس طرح سات رنگوں کے ملاپ سے سفید رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ اسیطرح ان چورا سی لاکھ صفات کے ملاپ سے روح پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح سفید رنگ کا ضد سیاہ ہے۔ اسیطرح روح کا ضد ابلیس ہے۔ جب اللہ نے آدم کا پتلہ بنا کر اپنی روح کو اس میں پھونکا۔ تو ابلیس نے سرکشی کی یعنے آدم کے ضد میں آگیا۔ روحانی انسان کے ضد میں آنیوالے جس قدر ہیں وہ ذریت ابلیس ہیں یہہ دہوکہ میں ہیں اور جب یہہ ابلیسی طاقت آگے بڑھ کر دوسروں کو دھوکہ دینے لگتی ہے تو وہ شیطان کہلاتی ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْم۔ ان پانچ عناصر میں پانچ صاحب اقتدار طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ زمین جس کا عمل سما لینا ہے۔ اور جس کی صفت برداشت ہے رحمٰن اس کا مقتدر ہے۔ پانی جس کا

عمل ہمواری ہے۔ اور جسکی صفت لپٹ جانا ہے۔ رحیم اس کا مقتدر ہے۔ آگ جس کا
عمل جلانا ہے۔ اور جسکی صفت رنگنا ہے۔ مالک اس کا مقتدر ہے۔ ہوا جس کا عمل انتشار
ہے۔ اور جسکی صفت چلنا ہے۔ اس کا مقتدر رب العالمین ہے۔ خلا جس کا عمل گھیر
لینا ہے۔ اور جس کی صفت کلام ہے۔ اس کے مقتدر حیات النبیؑ ہیں۔

فقراء ہند نے ان عناصری تقسیم کو اسطرح لکھا ہے

పృథ్వి. శబ్ద. స్పర్శ. రూప. రస. గంధ. గుణ.
రజసత్త్వ ధర్మ. ధరిమిత్త్వ కర్మ. పీతవర్ణ.
అధిపతి-బ్రహ్మ.

అప్పు. శబ్ద. స్పర్శ. రూప. రస. గుణ. ద్రవి-
సంత్రీ ధర్మ. మల కర్మ. శ్వేత వర్ణ. అధి-
పతి. విష్ణు.

అగ్ని. శబ్ద. స్పర్శ. రూప. గుణ. తేజస్వ
కర్మ. శబ్ద రహిత ధర్మ. ఘోరాంత వర్ణ. అధిష్ట

రుద్ర.

వాయువు. శబ్ద - స్పర్శ, గుణ. అంటీరము. త్రైధర్మ. అజరత్వకర్మ. హరిత వర్ణ. అధిపతి - ఈశ్వర.

ఆకాశ శబ్ద గుణ. వ్యైలత్రైధర్మ. సర్వావకాశ కర్మ. కృష్ణ వర్ణ. అధిపతి - సదాశివ.

فقراء ہند نے پانچ عناصر پچیس[25] گن کے متعلق فرماتے ہیں۔ جب یہہ گن عروج میں جاتے ہیں تو وہ انسان کو معراج میں لاتے ہیں۔ اور جب یہہ گن نزول میں جاتے ہیں تو انسان کو اسفل السافلین میں لے جاتے ہیں۔ یعنی وہ انسان جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔

آیۂ کریمہ

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ،	ان کے دل ہیں ان سے تفقہ نہیں کرتے اور ان کے آنکھ ہیں ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان ہیں ان سے سنتے نہیں یہہ لوگ مانند چوپایہ جانوروں کے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔

آیہ کریمہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ	تحقیق ہم نے انسان کو حسن کے انتہائی مقام میں
ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ۝	پیدا کیا ہے۔ اور پھر اسکو انتہائی پستی میں پھینکدیا ہے۔

جب انسان اللہ میں ہو کر زندگی نہیں بسر کرتا وہ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ہو جاتا ہے

انسان صرف ایمان کے لحاظ سے حیوانوں سے ممتاز کیا گیا ہے۔ ایمان ہی ہے جو انسان

میں عشق کی آگ پیدا کرتا ہے۔ وہ آگ پیدا کرتا ہے۔ جو آگ برائیوں کے بیجوں کو جلا

دیتی ہے۔ جب بیج جل جاتا ہے تو نشو و نما نہیں پاتا۔

عشق جب نفس میں رہتا ہے۔ انسان کو بے قرار کرتا ہے۔ بے شرم و بے عقل کر دیتا ہے

عشق جب قلب میں آتا ہے۔ تو دل کو قرار بخشتا ہے۔ شکر گذار ہوتا ہے۔ حقیقی

علم دیتا ہے۔

عشق جب روح میں آتا ہے تو شہادت دیتا ہے۔ بات پر قائم رہتا ہے۔ عامل بنا تا ہے

عشق جب تصدیق ارواح میں آتا ہے۔ تو عطا شروع ہو جاتی ہے۔ فیض جاری

ہوتا ہے۔ قدرت ہاتھ میں آجاتی ہے۔

عشق جب نور میں آجاتا ہے۔ تو عیاں ہو جاتا ہے۔ شایستہ ہو جاتا ہے۔

حیّ و قیوم میں آجاتا ہے۔

اس مقام میں اس کو مرتبہ احدیت حاصل ہو جاتا ہے یہہ مرتبہ فنائے ہوئیّت ہے اللہ تعالیٰ نے باعث ایجاد عالم طلب وحدت الوجود پر رہنا کلام انتہائی عروج میں نازل فرمایا۔ اسی مرتبہ احدیت نے اپنا بیان قل ھو اللہ احد کے کلام سے ظاہر فرمایا۔

مقام لاہوت تک رسائی حاصل کرنے کیلئے پہلی سیڑھی نماز ہے اس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ اسکو پانچ عناصر پچیس ۲۵ گُن والا نقشہ کہتے ہیں۔ ہر گُن کی ایک ایک ضد ہے جو اسکو ضائع کرتی ہے وہ یہ ہیں۔

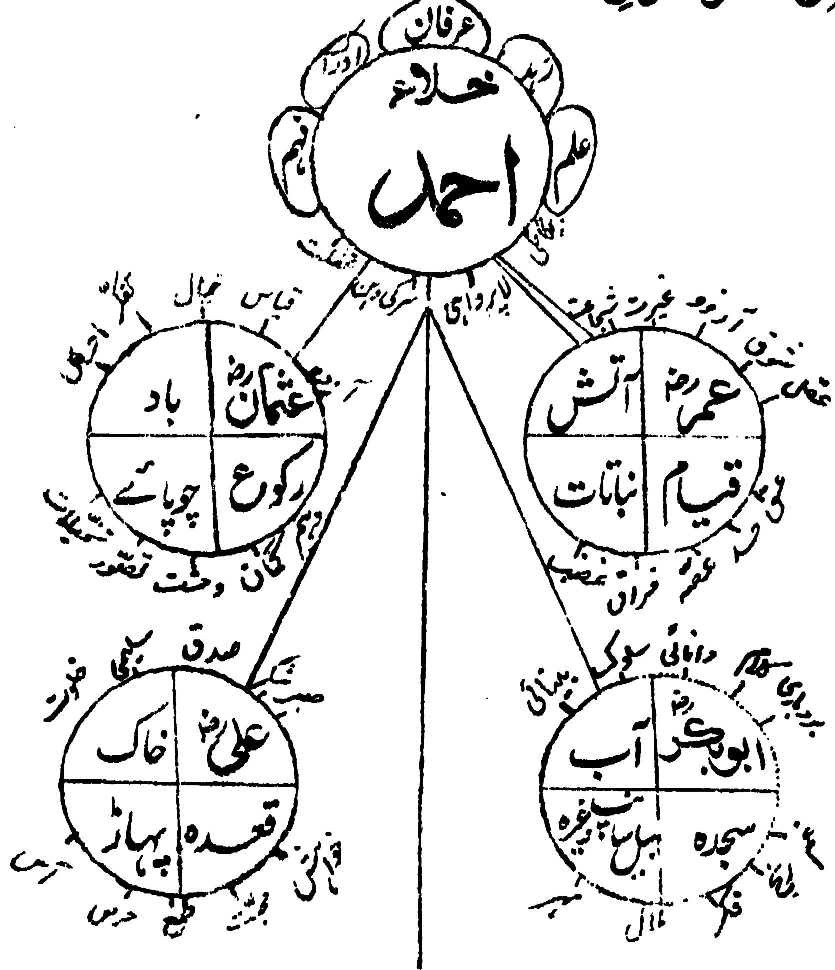
عنصر						
خاک	عروج	صبر	شکر	صدق	سلیمی	خلوت
	نزول	خواہش	حرص	طمع	محبت	مستی
آب	عروج	بردباری	کلام	دانائی	سلوک	بینائی
	نزول	مہر	ملال	غم	رنج	فکر
آتش	عروج	عقل	شوق	آرزو	غیرت	شجاعت
	نزول	غصہ	غضب	حسد	فراق	عشق
باد	عروج	ارادہ	قیاس	خیال	تفکر	احساس
	نزول	تخیلات	وہم	گمان	وحشت	تصور

جان عروج: علم - زہد - عرفان - ادراک - [illegible] ؛ نزول: جہل - غفلت - الحاد - [illegible] - [illegible]

روز محشر کہ جان گداز بود ۔ اوّلین پرسش نماز بود

آیۂ کریمہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ ھو اللہ احد الصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ



ذات احمد کے نور کو فقرا ہنداسطرح بیان کرتے ہیں

پہلے تارک قیام طریقہ کی نماز ہے۔	[illegible]
دوسری حرکت سجدہ ہے۔	[illegible]
تیسرا رکن کنڈل صورت ہے قعدہ	[illegible]
چوتھا رکن آدھا چاند بن جاتا ہے۔	[illegible]
پانچویں حالت نکتہ میں فنا ہوتا ہے۔	[illegible]
یہی نور کا روپ (صورت) ہے۔	[illegible]
آٹھ آنگ (حصے جسم کے) پھر چوپایہ جانور بن جائے	[illegible]
تین مقامات کا خیال رکھے پانچ دیووں کا خیال رہے	[illegible]
جو شخص ان باتوں کو نہیں جانتا۔	[illegible]
وہ ہرگز برھمن (عارف ہندو) نہیں ہوسکتا۔	[illegible]

ہنومان جی کے استفسار طرز نماز پر سری رام جی نے مندرجہ بالا اشلوکیں پڑھے تھے۔ ان شلوکوں میں قیام سجدہ قعدہ رکوع مذکور ہے۔ گویا یہ بتایا ہے کہ نام احمد نور نماز ہے۔

سری رام جی نے تارک پرارتھنا (قیام) کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔

آسمان پر یا زمین پر یا ناک پر نگاہ رکھے۔	[illegible]
چھ منہ (کان - آنکھ - ناک	[illegible]
دہن - پاخانہ کی جگہ اور	[illegible]
پیشاب کی جگہ کو کام سے معطل کرے	[illegible]
دل کی پریشانی خیالی کو ضبط کرے	[illegible]

سری رام جی نے دوسرا رکن ڈنڈم (سجدہ) کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔

آٹھ انگ - دونوں پاؤں	[illegible]
دونوں گھٹنے۔	[illegible]
دونوں ہاتھیں۔	[illegible]
ناک اور پیشانی - زمین کو لگیں	[illegible]

سری رام جی نے تیسرا رکن کنڈلاکارم (قعدہ) کی ترکیب اس طرح بتائی ہے۔

تین مقامات - ناک کے مقام پر نظر رہے

دونوں مانڈیوں پر دونوں ہاتھ رہے | [illegible]

اور مقعد کے پاس بایاں پاؤں کھڑا ہوا رہے | [illegible]

سری رام جی نے مراقبہ کے نسبت فرمایا

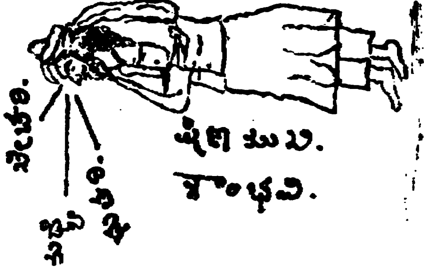
پانچ مقتدر حاکم (۱ رحمٰن۲ | [illegible]

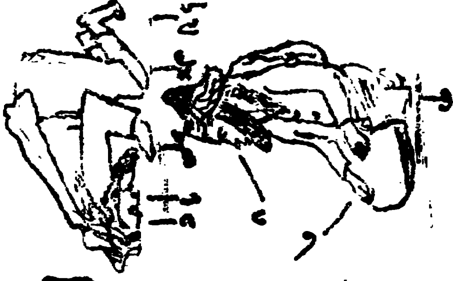
رحیم۳۔ مالک۴۔ ربّ العالمین۵ | [illegible]

حیات جاوید۶ والی طاقت | [illegible]

فرمایا مراقبہ میں تخلیق کائینات اللہ کی صفات اور ذات کا مشاہدہ کرے اس نے ب
رحمٰن نے بلا بدل کل کائینات بنایا۔ اس کے صحیح استعمال کرنیوالے کو ایک عمل صالح
بدلہ دس نیکیاں دیجاتی ہیں۔ غیر صحیح استعمال پر سب بگاڑ ہو جائے تو مالک اسکو د
کر لیتا ہے۔ ان سب کی تنظیم قایم رکھنے والا ربّ العالمین ہے۔ اسکو فقراء ہند اشیور
ہیں اور ذات اللہ کے متعلق سدا سیو کہتے ہیں کیونکہ ان کے پاس ذات کا نام نہیں ہے

سلہ۔ سری کرشن جی نے اسکی تفسیر کی ہے۔ جیسے تری استھان کی ترکیب بتائی ہے۔







ఏకాగ్రచిత్తం.

۱ — تارک — قیام — نظر: آسمان کی طرف / افقی " " / زمین " " — ضبط خیالات

అష్టాంగం ౮

۲ — دنڈم — سجدہ — آٹھ اعضا زمین کو لگے ہوے

త్రిస్థానం ౩

۳ — کنڈلاکارم — قعدہ — تین مقامات کا لحاظ

చతుష్పాదం ౪

۴ — اردہ چندرکم — رکوع — چوپایہ جانوروں کی طرح جھکا ہوا

معراج المومنین کو فقراء ہند جیون مکت۔ سوروپ مکت۔ سرود امکت۔

کہتے ہیں۔ [illegible]

جیون مکت (واحدیۃ) یہ عروج پہلے آسمان سے شروع ہوتا ہے۔ اور ساتویں
آسمان پر ختم ہوتا ہے۔ یعنے مقام آدم سے شروع ہو کر مقام ابراہیم پر ختم ہوتا ہے۔
سوروپ مکت (وحدت) نورِ ذات جامع جمیع صفات۔ ابوالارواح سید کونین
سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین سراج الاولین والآخرین کا مقام ہے۔ اس
ذات میں فنائیت کیلئے ہر انسان کیلئے دروازہ کھلا ہے۔ اس مقام کو صوفیاء فنا فی
الرسول کا مقام کہتے ہیں۔ ومما رزقنٰھم ینفقون کا سلوک اسی ایک ذات وحدت
الوجود کے حق میں جا الودیعہ رکھا گیا تھا۔ اس مقام میں انسان اپنے کمال کی یا
حقیقی صورت دیکھتا ہے۔ سرود امکت مقام ہویت ہے۔ فقراء ہند کے پاس جیون
مکت کا معراج ہے۔ جو ان کے رشیوں منیوں اوتاروں مہا منیوں کو حاصل ہوا۔
وحدت کی ذات کی سواری کا بھی ان کے پاس ذکر ہے اسکو کام دھین کہتے ہیں۔ جسکو
حدیثوں میں براق لکھا گیا وہ کل حیوانی سواریوں کا مجموعہ ہے۔



یما
اندر
وایویا
ورن
پارسناتھ
پہلوان
آدی شکتی
کرشن
اگنی
ایشور
سرستی

ఈశ్వరునివాహనం నంది.	ایشور کی سواری ۔ بیل
కుబేరుడు — అశ్వ	کبیر کی سواری ۔ گھوڑا
వరుణ — మకరము	ورن کی سواری ۔ مگر
నైఋత్య — స్త్రీ.	نیورتیا کی سواری عورت
యముడు — మహిషం.	یما کی سواری ۔ بھینسا
అగ్ని — అజ.	آگنی کی سواری ۔ بکرا
ఇంద్ర — గజ.	اندر کی سواری ۔ ہاتھی
కృష్ణ — గరుడ.	کرشن کی سواری ۔ شکرہ بحری
సరస్వతి — మయూరము	سرسوتی کی سواری ۔ مور
ఆదిశక్తి — సింహ	آدی شکتی کی سواری ۔ شیر ببر

فقرا و اسلام کے پاس عیسیٰؑ کی سواری گدہا۔ اور صالح علیہ السلام کی سواری اونٹ اور سلیمان علیہ السلام کی سواری گھوڑا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس کبوتر کی صورت میں نظر آیا۔

نفس امارہ جو نفوس حیوانات کی وحدت ہے۔ جب وہ بکلی مطیع ہو جاتا ہے تو مُطاع کی
معراج میں بصورت براق اختیار کرتا ہے۔ جب وہ جزئی طور پر مطیع ہوتا ہے تو مطاع کی
معراج میں اپنے کسی اس جز کی سواری پیش کرتا ہے۔ جس پر مطاع نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہی
حال وحدت روحانیت کا ہے۔ کامل کلام اللہ کا نزول وہی قلب برداشت کر سکتا ہے۔
جس پر جبرئیل بصورت انسان نازل ہوں۔ اور کمال یہ کا مشاہدہ والا وہی نبی ہو سکتا ہے۔ جو
جبرئیل علیہ السلام کو خود دیکھے اور دوسروں کو دکھائے۔ ذات مظہر اتم جذب و محبت رب العلیٰ
میں جب وحدت کے مقام سے تجاوز کر کے احدیت کے نکتہ میں داخل ہوئے تو وہاں رفرف
یعنے تخت سواری کیلئے پیش کیا گیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں دوئی کا احتمال نہیں ہے۔ اس
مقام پر کسی کی رسائی ہوئی اور نہ ہوگی اس مقام کا رب العالمین کے مظہر رحمۃ للعالمین کا
ہی حق ہے۔ ہر وہ نبی جس کو تخت ملا وہ اپنی زندگی میں اس سے سبکدوش نہ ہوا جانوروں
کی سواری اور ہے انسانوں کی سواری اور ہے تخت انسانوں کی سواری ہے۔ سلیمان
علیہ السلام جیسے انسان جنکو ایک عظیم الشان شہنشاہیت ملی تھی باوجود اس کے ان کے
قلب سے ہوس حکومت نہ گئی آپ نے دعا کی رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن

کبعدی یعنے کہتا ہے رب میرے تو مجھ ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی کو ایسا ملک نہ میسر ہو۔

اور سلیمان علیہ السلام کا سبا کی رانی کو اِلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔ لکھنا خود بتاتا ہے

کہ سلیمانؑ کے نظروں میں جسمانی قبضہ تھا۔ اور اپنے درباریوں سے آپ کا یہ کہنا یَااَیُّھَا

الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ کو

تخت کی خواہش تھی۔ یوسفؑ کو جب تخت ملا تو آپ نے اسکی بڑی قدر کی آپ روزانہ

پوری شان سے تخت پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔ بادشاہت کے زمانہ میں جب ماں باپ

آئے تو آپ نے انکی قدر کی انکو تخت پر بٹھایا وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ

سُجَّدًا یعنے شکریہ سجدہ رب العلیٰ کیا۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو کہا۔ یَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ

یعنے اے میری قوم جہاں بیت المقدس ہے وہاں کی زمین پر قبضہ کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے

ساتھ فیصلہ کر لیا ہے اور پیٹھ پلٹا کر نہ بھاگو تم نقصان میں رہ جاؤ گے۔ یہ ارشاد بتا رہا ہے

کہ موسیٰؑ کے نظروں میں بیت المقدس کی بادشاہت بڑی قدر والی تھی۔ اور داؤد علیہ السلام

کا جالوت کو قتل کرکے تخت نشین ہونا بتاتا ہے۔ کہ ان کی نظروں میں تخت بڑی چیز تھی اور

عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے یہہ کہنا کہ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں تم اے حواریو کپڑے بیچکر ہتھیاریں خرید لو۔ بتا رہا ہے کہ آپ یہودیوں کے بادشاہ بننے کے بڑے آرزومند تھے۔ سری کرشن جی کا کنس کو ہلاک کر کے تخت نشین ہونا اور تاج شاہی سر پر رکھ لینا بتا رہا ہے کہ ان کے پاس تخت کی بڑی قدر تھی اور دیر یودھن کا نرسینوہ کو ہلاک کر کے تخت نشین ہونا اور رام جی کا راون کو قتل کر کے راج اپنے ہاتھ میں لینا اور حقا تخت و تاج ہونیکا نظریہ بتا رہا ہے کہ غیر قوم کو تخت نہ رہے وہ تباہ و برباد رہے۔ ذات کے طرفداری میں اپنی قوم کو اور اپنے بھائی کو تخت کا وارث کرنا بتا رہا ہے کہ ان کے پاس تخت کی بڑی قدر تھی اور ہندوؤں کے پاس پاک اور مقدس ارواح کا بادشاہوں میں جنم لینا خود بتا رہا ہے کہ ان کے پاس تخت مذہباً بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے۔ اور ہندو اقوام کا عقیدۃً بادشاہ کو اوتار ماننا اور تعظیمی سجدہ کا جواز بتا رہا ہے کہ مذہب پر بادشاہت مقدم ہے۔ ان اقوام سے جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں ان کی ذہنیت اب تک نہیں بدلی بادشاہ خواہ وہ زانی بدکار ہو اس میں وہ لوگ چالیس اولیاء اللہ کی ولایت مانتے ہیں۔ حالانکہ بادشاہت ایک مسلم کی باندی اور غلام ہے اسلام

اقوام عالم سے بادشاہت چھین لینے نہیں آیا بلکہ بادشاہوں کو مسلمان کرنے آیا ہے۔
نادانی سے کسی کافر بادشاہ نے سرتابی کی تو مسلمانوں نے اس کی بادشاہت چھین لی
یا تو تاج غلاموں کے سر پر رکھا یا ٹھوکروں سے مار کر اڑا دیا۔ چنانچہ کسریٰ کا تاج مسلمانوں
نے غلام کے سر پر پہنایا اور کسریٰ کا کنگن ایک سپاہی کے ہاتھ میں ڈالدیا۔ فاتح ایران
تخت پر نہیں بیٹھا بلکہ تخت ایران کو چور چور کرکے سپاہیوں کو بانٹ دیا تاکہ اس کو بیچ کر مال
دنیائی کام میں صرف کردے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خلفاء راشدین جو فنا فی الرسول تھے شہنشاہ تھے
نہ کبھی ہم نے انکو تخت نشین دیکھا اور نہ ان کے جسم پر لباس فاخرہ دیکھا وہ کمل کے چوغے
پہنے ہوئے حکومت کرتے تھے۔ ان غلامان حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم اور
انبیاء ماسبق اور ہادیان اقوام عالم جنکو تخت ملے تھے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق
کیوں ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ مومن جو فنا فی الرسول ہوتا ہے اسکو معراج میں براق ملا
کرتی ہے۔ اور ہادیان اقوام کو فنا فی الرسول کی سواری کے اجزا انکی سواری کے
لئے ملے ہیں۔ ان اولین اور آخرین سے بڑھ کر حضور انور مظہر اتم کو زرف یعنے تخت سواری کے
لئے جو ملا وہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ کا تمام تھا۔ جانوروں کو اگر کوئی انسان مطیع و فرمانبردا

کر لیتا ہے تو کوئی کمال کی بات نہیں اور نہ یہ فخر کی بات ہے۔ تخت وہ سواری ہے جو انسانوں کو فرمانبردار اور مطیع کرتی ہے اب تک جس قدر انبیاء و ہادیان اقوام تخت نشین ہو کر کام کرتے رہے انہوں نے تخت کی قدر کی اسکو اپنے فخر کا باعث سمجھا مگر وہ سردار انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ السلام کا اپنے غلاموں کو تخت بانٹ دینا اور خود فقیری میں زندگی بسر کرنا آپ کیلئے فخر کی بات تھی اور آپ کا یہ مرتبہ آپ کے معراج کی سواری رفرف سے ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے عطا کرنیوالے ہیں اس وجہ سے آپنے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یہ وہ حقیقت ہے جو ایک فنا فی الرسول انسان فقیرانہ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ بادشاہوں کو اپنے قدموں کے پاس کھڑا کر کے نعمتیں عطا کرتا ہے جو بادشاہ فقیروں سے سرکشی کرتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ نیک بادشاہ اگر ظل اللہ ہے تو فقیر مظہر اللہ ہے یہ مرتبہ کسی نبی رسول کو نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہت جس پر ہادیان اقوام نے فخر کیا تھا اسکو ترک کر کے ایک مسلم فقیر بن جاتا ہے۔ اور مسلم کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ فقیری ترک کر کے بادشاہ بن گیا ہو۔ یہ برکت مسلمانوں میں محض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفرف پر سوار ہو کر مقام احدیت تک پہنچنے کی وجہ سے ہے۔ تکونوا شہداء علی الناس

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ اللہ کا یہ کہنا کہ میں تم میں آیا تھا تم نے کھانا نہ کھلایا۔ کپڑا نہیں پہنایا یہ وہ درحقیقت فقر اسلام ہے۔ وہ ولی ہے اللہ کی طاقت لیکر ظاہر ہوتا ہے

آیۂ کریمہ

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى	پیدا کیا اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے چھ دن
عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ	میں پھر تخت پر بیٹھ گیا نہیں ہے تمہارے لئے سوائے اس کے کوئی ولی
وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝	اور کوئی شفیع کیا تم (اس کا) دھیان نہیں کرتے

حدیث شریف

اَلْاِنْسَانُ فِيْ مَرْتَبَةِ الْغَيْبِ هُوَ اللّٰهُ	انسان مرتبہ غیب میں اللہ ہے۔ جب
فَاِذَا تَمَّ الْعُبُوْدِيَّةُ فَهُوَ اللّٰهُ۔	عبادت ختم ہو جاتی ہے تو وہ اللہ ہے۔

اس اسلامی فقیری کی نسبت فقرا ہندیہ کہتے ہیں

فقر سدا شیو (دائمی مالک حیات) بنکر دنیا کو [illegible]

اپنی تعلیم دیکر اپنی تعریف کرا رہا ہے۔ [illegible]

డు. ఈశ్వరుడనిపిని భజని	رب العالمیں بنکر عالمین کو ربوبیت
కొల్లుడు. శాశ్వతైక	کر رہا ہے۔ دائمی مزہ
సౌఖ్యంగాలెవ్వయుడు బ్రహ్మ	پیش کر رہا ہے۔ رحمٰن
వనిపి ంచి ప్రపంచ సృజియుడు	کھلاکر مخلوقات کو پیدا کر رہا ہے۔
బ్రహ్మాది అనాది అనుకొన	یہہ رحمٰن قدیم ہے۔ جس کی ابتدا
డు. విష్ణువనిపి	نہیں رحیم کھلاکر
జగత్తం పాలించుడు	دنیا کا انتظام کر رہا ہے
వృష్ణియ జనరగళం	مومنین کو سنبھال رہا ہے۔
లాలించుడు. రుద్రుడనిపి	مالک کھلاکر عزت کا
ంచి త్రిసి కొల్లుడు. క్షుద్ర	سامان کر رہا ہے۔ بڑے
ద ఖ్యాతులను నాశనం	آدمیوں کا ناش کر رہا
చేయుడు.	ہے۔

پانچویں صدی ہجری کے ایک رشی سروگنا ہر علم کے کمال کے
اہر جنہوں نے سات اونٹ کتب لکھی ہیں مقام مسلم کے نسبت لکھتے ہے

جس بستی میں مسلمان نہیں رہتے ہیں وہ دوزخ کے
عذاب میں مبتلا ہو۔ اور جس بستی میں مسلمان رہتے
ہیں وہ بستی کھانے پینے سے آباد ہوتی ہو پہننے
اوڑھنے سے آباد رہتی ہے۔ دنیا میں
مسلمان ہی اللہ ہے۔ (سرودنا)

[illegible]

حاملان پانچ عناصر [illegible]

فقرا ہند کے پاس خالق یا حاملان پانچ عناصر یہہ ہیں۔ ستدیو جاتی و ام دیو۔
اگھور۔ تتپروش۔ ایشانیہ۔ اور مانتے ہیں کہ ستدیو جاتی کے منہ سے مٹی پیدا ہوی۔
وام دیو کے منہ سے ہوا نکلی۔ اگھور کے منہ سے آگ نکلی۔ تتپروش کے منہ سے پانی نکلا
ایشانیہ کے منہ سے آسمان (خلا) نکلا ہند و فقرا روح الارواح کو پرماتما کہتے ہیں
وہ ذات احدیت ماب نور ذات میں فنا شدہ جن کا دوسرا نام روح اعظم ہے۔

ثانی اثنین یعنے تت پروش - دو میں کا ایک انسان کہتے ہیں - یہہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں - فقراء ہند کے پاس گنپتی ایشور یعنے ربّ العالمین کے مظہر رحمۃ اللعالمین کے فرزند ہیں - آپ کی ذات کے نسبت فقراء ہند نے کہا سدا یو جاتی یہہ علم کا دروازہ ہے اقوام ہند بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اوم کہتے ہیں - وہ صورت علی ہے - ہندوستان میں جب بت پرستی کا رواج عام ہوا تو اسی ॐ کو متشکل کردیا - ایک طاقتور انسان کے دھڑ پر یہہ علی کی صورت بنادی یہہ تمثیلی شکل ہے جس سے اوم (ॐ) یا علی کی شکل بنتی ہے ہندوں کا یہہ عقیدہ ہے کہ ایشور دیا نگر ہے اور یہہ اس علم کے شہر کا دروازہ ہے - ہندوں کے پاس ہر علم کے کام کا آغاز گنپتی کے پوجا سے ہوتا ہے ــــ وہ (ॐ) ہو یا متشکل بت ہو - حدیثوں میں ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ پانی ہیں - حضرت عمرؓ آگ اور حضرت عثمانؓ ہوا اور حضرت علیؓ خاک - اور حدیثوں میں یہہ بھی ہے کہ فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں - معراج جسکو فقراء ہند مکت کہتے ہیں - جیون مکت - سوروپ

سرو دا مکت یعنے تین قسم کے معراج واحدیت وحدت احدیت کے مقامات والے معراج ہیں۔ حضور انور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معراج ہوا۔ مقام وحدت کے خاتمہ تک براق پر ہوا اور مقام احدیت میں رفرف پر ہوا۔ اس مقام میں آپؐ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آواز آئی اور حضرت علیؓ کا ہاتھ دکھا۔ اور حضرت عمرؓ کی تلوار دکھی اور حضرت بلال کے چلنے کی آواز آئی اقسام معراج حسب ذیل ہیں۔ وہ تین حصّوں میں منقسم ہیں۔

قسم اوّل جیون مکت (مقام واحدیت)

زندگی دنیا سے چھٹکارہ پانا جیون مکت ہے۔ حیات دنیا میں ہی انسان عرفان کی دولت اور حق کی شناخت کی بدولت چھٹکارہ پا سکتا ہے۔ اس جہاں میں وہ شخص ایک دیکھتا ہے اور ایک جانتا ہے۔ خود کو تمام اشیاء میں موجود دیکھتا ہے۔ کیا بلحاظ جسم کیا بلحاظ جان کیا بلحاظ رنگ و روپ کیا بلحاظ گن۔ اور وہ سب کو بالحق قائم دیکھتا ہے۔ اور تمام مطالب اور مراتب میں حق کو جلوہ گر دیکھتا ہے۔ اس کے پاس برہمانڈ عالم کبیر ہے۔ اس کو خدا کی صورت کلیہ جانتا ہے۔ جب یہ صورت کلیہ جسم اختیار کر کے نزول کرتی ہے تو اس کو

مظہر خدا تصور کرتا ہے۔ عنصر اعظم جو اکاش میں ہے۔ اسکو جسم لطیف تصور کرتا ہے۔ یعنے
اسکو سوکھشم شریر مانتا ہے۔ یہہ جسم لطیف لازوال اور ابدی ہے جو چار عناصر کے پردہ میں
اپنی مدت مقررہ کو گذار کر نقل کرتا ہے یہہ اجسام لطیف ارتقا حاصل کرنیکے لئے انسان
کے پختہ جسم میں جب داخل ہوتے ہیں۔ ان کے مجموعی پاکی کے بعد روح کی صورت اختیار
کرتے ہیں۔ فقراء ہند نے اس کے متعلق فرمایا۔

یہہ کائینات کی مجموعی حیثیت انسان [illegible]
کا بچہ ہے۔ [illegible]

آیۂ کریمہ

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (روح)	پس تو اپنی توجہ مضبوط رکھ دین کیلئے ایک طرفہ ہو کر وہ تراش اللہ کی ہے جس پر تراشا لوگوں کو اللہ کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی ہے دین مضبوط ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ہر ذرہ اور ہر حسن جو عالموں میں ظاہر اور باطن کی صورت میں ہے۔ سب اسی کیلئے

ہے۔ فقراء ہند انسان کامل کی نسبت خلاصہ عالم کبیر سمجھتے ہیں۔ اس حالت میں اس کے اختلافات اعضاء کو عالم کبیر کے مختلف حصے سمجھتے ہیں۔ اس ذات واحد کو مختلف تعینات سے منزہ سمجھتے ہیں۔ اس ذات واحد کو ابوالارواح مانتے ہیں۔ اس کو مہاپروش کہتے ہیں۔ فقراء ہند کے پاس یہ وجود تصوری ہے۔ فقراء اسلام کے پاس یہ وجود ظاہری ہے۔ وہ وجود وحدت ذات بابرکت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حدیث شریف

أَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَكُلُّ شَيْءٍ مِّنْ نُوْرِيْ۔	میں اللہ کے نور ہوں اور کل چیزیں میرے نور سے ہیں۔

تقسیم اعضاء بدن مہاپروش بہ عالم کبیر (شریک ۱۰ صفحہ)

پاتال جو ساتواں طبق جہنم ہے وہ مہاپرش کا تلوا ہے۔ رساتل جو چھٹواں دوزخ کا طبقہ ہے وہ پشت پائے مہاپرش ہے۔ شیاطین مہاپرش کی انگلیاں ہیں اور جانوران ناخنان ہیں۔ مہاتل جو پانچواں طبقہ جہنم کا ہے ٹخنہ مہاپرش کا ہے اور تلاتل جو چوتھا

طبقہ جہنم کا ہے مہاپُرش کی پنڈلی ہے۔ سوتل جو تیسرا طبقہ جہنم کا ہے مانڈی مہاپُرش
ہے۔ وِتل جو دوسرا طبقہ جہنم کا ہے ران مہاپُرش کی ہے۔ اَتل جو اول طبقہ جہنم ہے
وہ شرمگاہ مہاپُرش ہے۔ کال یعنے زمانہ رفتار مہاپُرش ہے۔ پرجاپت دیوتا
جو باعث توالد و تناسل ہے علامت مردمی و رجولیت۔ مہاپُرش ہے۔ حمل نطفہ
مہاپُرش ہے سیولوک یعنے زمین سے آسمان تک اور اس کے درمیان جو کچھ ہے
پیڑو مہاپُرش ہے پہاڑ مہاپُرش کے ہاتھ ہیں۔ سمندرین مہاپُرش کی سیریں ہیں۔
وہ روشنی جو صبح صادق میں سفید ہوتی ہے اور وہ روشنی جو شام کے وقت شفق
کی صورت میں ہوتی ہے لنگ مہاپُرش ہے بحر محیط جو تمام زمینوں کو گھیرا ہوا ہے وہ
ناف مہاپُرش ہے سمندروں اور زمینوں میں جو حرارت ہے حرارت معدہ مہاپُرش
ہے تمام ندیاں مہاپُرش کی رگیں ہیں جس طرح تمام رگیں ناف سے لگی ہوئی ہیں۔
اسیطرح تمام ندّیاں سمندر سے لگی ہوئی ہیں۔ سرگ لوک جو سیولوک کے اوپر ہے۔
جہاں دیوتائیں اور گندھرب رہتے ہیں جہاں سے آوازیں نکلتی ہیں وہ مہاپُرش کا
پیٹ ہے آتش قیامت صغریٰ اشتہائے حاضری مہاپُرش ہے یعنے ناشتے کی بھوک

ہے قیامت صغریٰ میں پانیوں کا سوکھ جانا مہا پرش کی پیاس ہے یہہ سرگ لوگ جو
بالائے جن لوک ہے وہ مہاپرش کا سینہ ہے بخشش پیش از سوال جو جو دو فضل ہے
مہاپرش کی سیدھی پستان ہے بخشش بعد از سوال جو عطا ہے۔ بائیں پستان
مہاپرش کی ہے اعتدال نرگن۔ رجوگن وستوگن وتموگن ہے۔ جسکو اپراکرپ کہتے
ہیں وہ مہاپرش کا دل ہے۔ دل کنول کے پھول کی طرح تین رنگ رکھتا ہے یعنے
سفید وسرخ وسیاہ اور دل بھی بصورت کنول تین صفتیں رکھتا ہے۔ برھم جو اہم نام
رکھتا ہے جیسا ویدوں کے شلوک سے ظاہر ہے۔ اہم برہم سمی۔ میں برہم ہوں اس میں
جو اہم ہے وہ حرکت اور ارادہ مہاپرش ہے وشنو مہر ورحم مہاپرش ہے مہیش
قہر وغضب مہاپرش ہے مہاپنم یعنے بدر خوشحالی مہاپرش ہے کہ وہ حرارت غم اور
رنج کو دور کر دیتا ہے۔ اعمال نیک یعنے دھرم گیاں مہاپرش ہے اعمال بد یعنے
ادھرم خواب مہاپرش ہے سلسلہ کوہ عالم مہاپرش کی پیٹھ کی ہڈی ہے مختلف سمت
کے پہاڑ مہاپرش کی ہڈیاں ہیں آٹھ فرشتے جو لوک پال یعنے مخلوق کے پالنے والے ہیں
اس کا سردار اندر ہے وہ کمال قوت بخشنے کی اور برسانیکی اور نہ بخشنے کی اور نہ برسانیکی

رکھتا ہے جس کا تعلق ہوا سے ہے یہہ دونوں ہاتھ مہاپرش کے ہیں سیدھا ہاتھ بخشش اور
بارش کا اور بایاں ہاتھ اماک باران کا ہے اور حوران بہشت جو ہیں مہاپرش کے
ہتیلی کی لکیریں ہیں فرشتے مہاپرش کے ہاتھ کے ناخن ہیں قطب جنوبی مہاپرش کے سیدھے
ہاتھ کی ہتھیلی ہے و قطب شمالی مہاپرش کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی ورن نام والا فرشتہ
جو لوک پال ہے وہ مغربی سمت کا موکل ہے وہ مہاپرش کے گردن کا مہرہ ہے جہر لوک
جو سرگ لوک سے اوپر ہے حلق اور گردن مہاپرش ہے اناد۔ ناد جو سلطان الاذکار
ہیں آواز مہاپرش ہیں تمام عالم کی خواہشیں رخ مہاپرش ہے طمع جو عام ہے وہ
مہاپرش کے نیچے کا ہونٹ ہے۔ شرم و حیا جو ہے وہ مہاپرش کے اوپر کا ہونٹ ہے۔
محبت اور الفت دینوی مہابرش کے دانت ہیں غذا تمام عالم کی خوراک مہاپرش
آتش زبان مہاپرش ہے۔ سرسیتی قوت ناطقہ مہاپرش ہے۔ وید صدق و راستی گفتار
مہاپرش ہے مایا جو عالم کے ایجاد کا باعث ہے خوش طبعی مہاپرش ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم
مہاپرش کے دونوں کان ہیں دو فرشتے جو حسن میں مشہور ہیں وہ مہاپرش کی دو
نکیٹریاں ہیں درمیاں جن لوک اور تپو لوک کے گندہ تن ماترا یعنے عنصر خاک مہاپرش کی

قوت شامتہ ہے درمیان جن لوک اور تپولوک کے جو پانچواں طبقہ بہشت ہے جو
نور سے بھرا ہوا ہے وہ مہاپرشس کی سیدھی آنکھ اور بائیں آنکھ کے نصف خول
ہیں اصل نور جسکو آفتاب کہتے ہیں وہ مہاپرش کی قوت بینائی ہے پیدائش تمام
عالموں کی نگاہِ لطیف مہاپرش ہے رات اور دن مہاپرش کا پلک مارنا ہے دوستی
اور صحبت کا فرشتہ قہر و غضب کا فرشتہ یہ دونوں آبروے مہاپرش ہیں دیپ
لوک جو جن لوک کے اوپر ہے۔ مہاپرش کی پیشانی ہے۔ ست لوک جو تمام لوکوں سے
بالاتر ہے مہاپرش کی کھوپری ہے کتاب کی توحید والی آیات اُمّ الدّماغ مہاپرش ہے
بارش کے وقت جو سیاہ ابر آتے ہیں وہ مہاپرش کے سر کے بال ہیں نباتات عالم
مہاپرش کے جسم کے بال ہیں لچھمی جو اس عالم کی دولت آور خوبی ہے حسن مہاپرس ہے
آفتاب کی چمک صفائی بدن مہاپرش ہے عنصر آکاش یعنے خلا مسامات بدن مہاپرش
ہے چد آکاش قضاء خلا روح بدن مہاپرش ہے صورت فردِ انسان خانہ مہاپرش ہے
انسانِ کامل خلوتخانہ و محل خاص مہاپرش ہے۔ مہاپرش کے لفظی معنیٰ افضل البشر
کے ہیں۔ فقرائے اسلام مہاپرش کو مظہرِ اتم ذات واجب الوجود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو

آپ اس دو عالم کے علت غائی ہیں۔ باعث ایجاد عالم و خلقت آدم ہیں۔

حدیث شریف

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ	اے (محمد) اگر نہ کرنا ہوتا تم کو تو کیوں پیدا کرتا میں افلاک کو
اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِّنْ نُوْرِیْ	میں اللہ کے نور سے ہوں اور سب چیزیں میرے نور سے ہیں

آپؐ کے سینہ مبارک سے انبیاء پیدا ہوئے۔ سر سے بادشاہ ہیں۔ پیشانی سے عادل امیریں آنکھوں سے حافظ قرآن۔ کان سے صدق و صفا والے انسان۔ بھوں سے نقاش۔ رخساروں سے عاقل و محسن۔ ناک سے عطار و حکیم۔ لب سے وزیر۔ منہ سے صالح۔ دانت سے ایلچی۔ حلق سے واعظ و مؤذن۔ داڑھی سے مجاہد۔ گردن سے تجار دونوں مونڈھوں سے صاحب شمشیر۔ کف راست سے صراف۔ دونوں ہاتھوں سے سخی و کریم۔ سیدھے ہاتھ سے رنگریز۔ بائیں ہاتھ کی پشت سے بخیل و لئیم۔ انگلیوں سے راقم و کاتب۔ سیدھے ہاتھ کی پشت سے درزی و لوہار۔ چھاتیوں سے مجتہد و عالم۔ پیٹھ سے شرع پرست۔ پہلو سے غازی۔ شکم سے زاہد و قانع دونوں زانوں سے رکوع و سجدہ کرنیوالے پاؤں سے شکاری۔ تلوے سے پیدل چلنے والے اس نور ذات کے بارہ پردے

قدرت۔عظمت۔منت۔رحمت۔سعادت۔کرامت۔منزلت۔ہدایت۔نبوت۔رفعت
ہیبت۔شجاعت۔آپؐ کی طہارت کے دس بحر ہیں۔شفاعت۔نصیحت۔شکر۔صبر۔
شجاعت۔انابت۔یقین۔علم۔قناعت۔محبت۔یہ نورذات نے جب دریاے وحدت
میں غوطہ لگایا اور جب باہر آیا۔آپؐ کے جسم اطہر سے ایک لاکھ قطرے ٹپکے۔ان قطرات کو
اللہ نے دس حصوں میں تقسیم کیا۔ایک حصہ سے جبرئیل پیدا ہوے اور دوسرے حصہ
سے میکائیل۔تیسرے حصہ سے اسرافیل۔چوتھے حصے سے عزرائیل۔پانچویں حصہ سے حاملانِ
عرش معلی چھٹویں حصہ سے رضوان۔ساتویں حصہ سے عرش کے سکان۔آٹھویں حصہ سے
دردول نویں حصہ سے ہدایت۔ دسویں حصّہ کے اور دس حصے کئے گئے۔پہلے سے عرش
بریں۔دوسرے سے کرسی۔تیسرے سے لوح۔چوتھے سے قلم۔پانچویں سے آٹھ خلیفہ رضوان
اور ہر ایک خلیفہ کے ماتحت اسی ہزار فرشتے ہیں۔چھٹویں سے فضا۔ساتویں سے ہوا۔
آٹھویں سے ایک جوہر درخشندہ کرۂ آتش بنا۔جسکی درازی مسافت چار ہزار برس ہے
اور چوڑائی بھی اتنی ہی ہے۔جسکی دحلہ اوّل کی جنبش سے سماوات کا وجود ہوا۔نویں
حصے سے پانی بنا۔اور دسویں حصہ سے مٹی۔اس دسویں حصہ سے اور چار حصے بنے۔

پہلے حصہ سے پہاڑ- دوسرے حصہ سے نباتات- تیسرے حصہ سے حیوانات - چوتھے سے
انسان کا وجود جامع جمیع مخلوقات ظہور میں آیا- ان میں جن پر آتشی مادّہ غالب آیا
وہ جن کہلائے- اور شیطان بھی اور ابلیس بھی- اور جن پر خاکی مادّہ غالب آیا وہ
انس کہلائے- بشر بھی- آدم بھی- تحت الثریٰ میں اللہ نے سجّین کو رکھا اور ساتویں فلک پر
نور لوح محفوظ پر پانچہزار برس چمکتا رہا- اس کے بعد کرسی پر پانچہزار برس چمکتا رہا- اس
کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ کے اس مقام سے اب جہاں
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک ہے وہاں سے مٹی لائیں- اس مٹی سے اللہ تعالیٰ
نے جسم مبارک بنایا- یہہ نور ذات آدم کی پیشانی پر چمکتا تھا- تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ
کے ارشاد کے مطابق وہ نور آخری وقت حضرت عبد اللہ ابن عبد المطلب کی پیشانی پر
چمکا- ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ بوقت نماز صبح ۵۷۱ء حضرت آمنہؓ کے بطن مبارک سے
وہ ابوالارواح خلقت عالم کے اصل اصول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
اس ذات واجب الوجود کے مظہر ذات وحدت الوجود کے متعلق فقراء ہند مہا پرش- ایشور
اوتار کلکی اوتار- جگت گرو کہتے ہیں- فقراء ہند کی کتب قدیم میں بطور پیشینگوی شلوک مشہور

چلا آتا ہے۔

روحانی طاقتوں کا معمور خدا کے ہزار ناموں کا حامل موت پر فتح پایا ہوا۔ لطیف جسم سے تمام جگت میں طاری و ساری جو ہے وہی جگت گرو ہے۔	బ్రహ్మకృతాశివసహస్ర నామకో మృత్యుంజయ సూక్ష్మతనుర్జగద్వ్యా పి జగద్గురు.

فقراء ہند مانتے ہیں کہ یہہ برھمانڈ جو ہے وہ بر سبیل تفصیل ہے۔ اور انسان اس عالم کبیر کا خلاصہ۔ اس ہر طریقہ کا جمال اور جلال موجود ہے۔ جو شخص اتنا سمجھتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ وہ جیون مکت ہے۔

آیۂ کریمہ

فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ قول حضرت علیؓ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ	یہہ وہ جماعت ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکو دیا ہے اس سے وہ خوش ہیں جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

قسم دوم سوروپ مکت (مقام وحدت)

سوروپ مکت یہہ مقام وحدت مقام حیرت بھی ہے فقراء اسلام اس مقام کو مقام لاہوت بھی کہتے ہیں۔ اس مقام میں نہ ان موجودات کی شکل باقی ہے۔ اور نہ برہمانڈ کی نہ دوزخ جنّت کی اور نہ جزا سزا کا میدان۔ یہاں صرف محویت قلت ہے۔ یہ گنج مخفی ہے۔ یہاں مدنظر رضائے رب ذو الجلال ہے۔

آیہ کریمہ

رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَاِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔	جنّت سے بڑھ کر اللہ کی رضا ہے۔ یہ بڑی کامیابی کی بات ہے۔ تحقیق اولیاء اللہ کو خوف ہے اور نہ غم۔

اس مقام کو فقراء ہند سوروپ مکت کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ صفات کی صورت میں جب تک ظاہر ہوتا رہا وہ جیون مکت واحد کہلایا۔

آیہ کریمہ

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ	کہہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور اسطرح ایک ہی غالب ہے

الْقَهَّارُ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ | اللہ بحیثیت مرغوب محبوب معبود مطلوب مقصود وہ ایک ہی ہے

جب وہ ایک دفعہ صرف ایک ہی دفعہ اپنی ذاتی صورت میں ظاہر ہوا تو وہ سروپ مکت یعنے مقام وحدت میں ظاہر ہوا۔

آیۂ کریمہ

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ | اور جب تو ذکر کرتا ہے تیرے پروردگار کا قران میں
وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا | وحدت میں تو لوگ نفرت کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چلدیتے ہیں

یہہ وہ مقام ہے جس میں ہر واحدیت والے نبی و رسول کو مع اپنے امتوں کے فنا ہونا ہوگا یہہ وہ وحدت الوجود کا لوا ہے جس کے نیچے کل انبیاء سر چھپا ینگے۔ اگر کوئی اس مقام سے سرتابی کرے اسکو نیر جہنم سے چھٹکارا نہیں۔ واحدیت میں کثرت اور اتمام ہیں وحدت میں یکائی ہے۔ یہی حقیقت جس کیوجہ سے مسلمان نیر جہنم سے بچا ہوا ہے قِرَدَةً وَّخَنَازِيْر وغیرہ میں آنیسے محفوظ ہے۔ سمندر کلمہ طیبہ ہے۔ جب ندی سمندر میں آگرتی ہے تو واپس اپنے راستہ پر نہیں جاتی سمندر ہر میل کچیل کو پاک کرتا ہے۔ ہر ندی اور نالے کا پانی ہر جانور و انسان پی سکتا ہے۔ سمندر کا پانی پی نہیں سکتا

یعنے مسلم کافر ہو نہیں سکتا۔ اگر اس کو کوئی پی لے وہ بچ نہیں سکتا بذریعہ تے نکل جاتا ہے۔ مرتد کسی ٹھکانہ کا نہیں رہتا۔ واحدیت متشر نالے ہیں۔ واحدیت والا وجود اس جنم میں وحدت میں آئے بغیر فنا ہو جائے وہ جیون میں منتشر ہو جاتی ہے۔ اسکو یہہ وجود انسانی جسیں وحدت میں ترقی کرنے کا بلکہ ہے وہ واپس اس صورت سے ہو نہیں سکتا۔

آیہ کریمہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰہِ	تحقیق کافر ندا کئے جائینگے اللہ بیزار ہوتا تھا اس
اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی	زیادہ جو تم اب بیزار ہو رہے ہو اپنے جی سے جب تم
الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا	ایمان کیطرف بلائے جاتے تھے اور تم کفر کرتے تھے
اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا	(دوزخ) میں وہ لوگ کہیں گے اے اللہ تو نے مارا
بِذُنُوْبِنَا فَھَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝	ہمکو دو دفعہ اور زندہ کیا تو نے ہم کو دو دفعہ
ذٰلِکُمْ بِاَنَّہٗ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ	کیا اب کوئی راستہ اس سے نکلنے کا ہے یہہ سزا ہے اسکی جب تم
کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِہٖ تُؤْمِنُوْا ط	اللہ کی وحدت کیطرف بلائے جاتے تھے تو کفر کرتے تھے
فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ۝	اگر شریک لایا جاتا اس کا تو ایمان لاتے تھے پس حکم اللہ علی اور کبیر کا ہے۔

یہاں وحدت والے ایمان کیطرف بلایا جاتا ہے۔ اس کا انکار نفسوں کی وحدت کو انتشار

میں برزخ کے مقام میں اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ رکھتا ہے۔

قسم سوم سرود املکت (مقام احدیت)

اس مقام میں انسان ہر مرتبہ میں خواہ وہ غیب ہو یا شہادت نور ہو یا ظلمت عالم ظاہر ہو یا عالم باطن خواہ عدم ہو خواہ وجود ماضی ہو یا حال یا استقبال وجود عنصری ہو یا وجود روحانی وہ ہر وقت ان میں سیر کرتا رہتا ہے۔ فقراء اسلام اس مقام احدیت کہتے ہیں۔ دوسرا نام اس کا اخلاص ہے۔

آیہ کریمہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ	کہدو وہ اللہ ہے یکائی میں جہاں دوئی کا احتمال نہیں ہے بے نوا اور بے نیاز ہے اس نے کسیکو جنا اور نہ جنایا گیا اس کوئی ہمسر و خاندان نہیں

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر میں یہ کہا کہ اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِّنْ نُّوْرِیْ یہہ وہ مقام احدیت ہے۔ وہ ذات جسکو اس سورہ میں هُوَ کہا گیا اسکو بھی دوئی کا احتمال نہیں۔ اس کی شان قرآن کریم میں کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ کہا گیا۔

یہہ نورِ ذات ہے یہہ ابوالارواح ہے۔ روح اعظم کے نسبت قرآن کریم نے زُجاجۃ کہا۔ یہہ مقام صدیق ہے۔ فقراء ہند اس کو سرو لمکت کہتے ہیں۔

وہ احدیت ہی۔ کامل برہم (اللہ کی ذات کا مظہر ہے)

بیان شغل (पाস अन्फास)

فقراء ہند کے پاس اگرچہ شغل کی بہت سی اقسام ہیں مگر ان میں بہترین شغل پرانایام ہے فقراء اسلام اس کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ یعنے یہ وہ شغل ہے جو خواب اور بیداری میں محسوس اور غیر محسوس طور پر تمام دم لینے والے وجودوں سے صادر ہوتا ہے۔

آیہ کریمہ

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ۝ | کوئی چیز ایسی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اسکے حمد کی تسبیح کررہی ہو۔ لیکن تم انکی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

بعض دفعہ فقراء ہند اس کو غلط طریقہ سے استعمال کرتے ہیں۔ یعنے پرانایام حبس دم کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ جس طرح نِروان کو غلط طریقہ سے استعمال کرتے ہیں۔ یعنے عمل مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا جس کے بعد عالم کسب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسکی قبر

میں زندہ دفن ہوجانا یا زندہ دیوار میں چنیا جانا لیا جاتا ہے وہ مبالغہ اور غلط طریقہ یا جہل ہے۔

فقراء ہند اسکو دو لفظوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو نفس کہ اوپر جاتا ہے اسکو "سو" کہتے ہیں

اور جو نفس کہ اندر جاتا ہے "ہم" کہتے ہیں۔ معنی یہ کہ وہ میں ہوں۔ فقراء اسلام اس شغل

کو ھو اللہ جانتے ہیں۔ جو نفس کہ اوپر جاتا ہے وہ "ھُو" ہے جو نفس کہ اندر آتا ہے وہ

اللہ ہے حقیقت یہ ہے وہ جو آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ وہ کل فنا ہے اور جو پردہ میں ہے

وہ بقا ہے۔ ذکر یہ کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ فقراء ہند اسکو اس طرح کہتے ہیں۔

جو کچھ آنکھوں کو نظر آتا ہے وہ کل فانی ہونیوالا۔ [illegible]

تسبیح و تحمید و تقدیس و صلواۃ یہہ کل انسان اور حیوانوں میں مشترک ہیں اس کے بڑے

حصہ دار ملائکہ ہیں۔ عبادت جو معرفت کے حصول میں ایثار و قربانی کیجاتی ہے۔ وہ

انسان کیلئے مخصوص ہے۔ انسان ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ خودی

کھو کر خدا میں آجاتا ہے۔ اس وقت وہ ذات فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اس بندہ کا کام کرتی

ہے۔ یہہ صلواۃ سے بڑا ہوا عمل ہے۔

آیۂ کریمہ

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ

تحقیق نماز فحش اور بُرے باتوں سے باز رکھتی ہے اور ذکر اللہ کا اس سے بڑھا ہوا عامل ہے

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا میں اور فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ میں اشارہ اس بات کا ہے کہ اللہ کا رسول مجسم ذکر بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ جب قوم اس سے سرکشی کرتی ہے وہ تباہ و برباد ہوتی ہے۔

دربیان صفات (۷۰۷ھ)

اللہ تعالیٰ کی صفتیں دو حصوں میں منقسم ہیں۔ (۱) جلال (۲) جمال۔ تمام مخلوق بھی۔ ان دو صفتوں کے ماتحت نظر آتی ہیں۔ ربوبیت عالم میں تین صفتوں کا ترتیب وار رہنا ضروری ہے (۱) بلا بدل پیدا شدہ اشیاء کا وجود (۲) اس کی تنظیم و سنبھال (۳) اور اس کے حوادثات یا بے طوری کے بگاڑ کے موقعہ پر سدھارنے والی طاقت کا وجود۔ اس کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا۔

آیۂ کریمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

کل کائینات اپنے وجود میں لانے والے ذات کی حمد زبان حال سے

کر رہا ہے جو ربّ العالمین ہے اور بلا بدل اس نے اشیاء پیدا کئے

اور اسکو سنبھالتا اور بڑھاتا ہے مالک بن کر سدھارتا ہے اگر وہ بگڑ جائے

فقرا و ہند اسکو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

برہم کی صفت کے ماتحت سب عالم پیدا ہوا ہے

اور وشنو کی صفت سے اس کا انتظام ہو رہا ہے۔

مالک کی صورت اختیار کرکے برباد کرتا ہے

اطاعت کرتا ہوں میں ان تین مورتیوں کی

బ్రహ్మత్వే సృజతే విశ్వం

స్థితౌ పాలయతే పునః

రుద్ర రూపాయ కల్పాంతే

నమస్తేభ్యం త్రిమూర్తయే.

اس طرح ان تین صفات کو جو عالم وجود میں ہیں ہر وجود انکو محسوس کرتا ہے، اگر انکو جمال اور

جلال میں تقسیم کرنا چاہیں تو وہ اس طرح ہوگا۔ ایجاد اور بقا جو رحمٰن اور رحیم ہے ان کو

جمال کہدیں اور فنا فرد واحد کو جلال کہدیں تو بیجا نہ ہوگا۔

فقراءِ ہند کے پاس ان میں صفات اعظم کے موکلین یا جوڑا کھو تین ہیں۔ برہم کی بیوی سَرَسْوَتی۔ وِشنو کی بیوی لچھمی اور رُدر کی بیوی پاربَتی۔ برہم جو کلام اللہ کا باعث ہے اس کے نطق کی طاقت کا موکّل سَرَسْوَتی ہے۔ وشنو جو انتظام اور بقا کا مظہر ہے۔ اس کے خوبی کی طاقت کا موکّل لچھمی ہے۔ اور رُدّر یا شیو ایا محیشو رقیامت برپا کرنیوالا ہے اس کی طاقت کا موکّل پاربَتی ہے۔

فقراءِ ہند کے پاس اللہ کی صفات ایک ہزار ہیں اور فقراءِ اسلام کے پاس نو دہ نو (۹۹) ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی کل صفات کے اظہار کے لئے بشر کو پیدا کیا۔ اس کے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں اس کی آیندہ کارگذاری کے رکارڈ یا دفتر ہیں ان میں اُردو ہندسوں میں کُھلی طور پر (۸۱+۱۸) = ۹۹ کے اعداد یعنے سیدھے ہاتھ میں (۱۸) اور بائیں ہاتھ میں (۸۱) ہر انسان کے ہاتھ میں آپ دیکھو گے۔ اس کے جامعیت کی صورت جامع جمیع صفات جو اللہ ہے وہ صورت انسان ہے ہنود فلسفہ کی رد سے برہم انسان کا سر ہے۔ یعنے برہمن قوم جو ہندؤں کے چار والوں کی تقسیم سے ایک قسم ہے وہ انسان کا سر ہے۔ اور چھتری جو ہندؤں کے چار حصوں میں منقسم شدہ وہ لوں سے ایک ورن ہے

وہ انسان کی چھاتی معہ ہاتھوں کا حصہ ہے۔ اور ویش جو چار ورنوں سے ایک ورن ہے
وہ انسان کا پیٹ کا حصہ ہے۔ اور شودر جو ہندؤں کے چار ورنوں سے ایک ورن ہے
وہ انسان کے پاؤں کا حصہ ہے۔ اس فلاسفی کی رو سے ہندو مذہب صفات اللہ
کی تقسیم ہے۔ اس کل مجموعہ کا نام انسان ہے۔ وہ اِس قوم کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔
اسکو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جو ذاتِ اللہ کے مظہر ہیں پیش کیا اس کا نام اسلام رکھا
اور اس دین میں کامل طور پر ان چار ورنوں کے دستور پیش کئے۔ برہمن ورن کی نسبت
قرآن کریم یہہ کہتا ہے۔

آیہ کریمہ

مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔

نہیں واجبی مسلمانوں کو کہ وہ کل کے کل ایک کام کو ہی لگ جائیں چاہیے کہ ایسا ہو کہ انکے ہر فرقہ سے ایک جماعت دینی تحقیقات میں لگی رہے اور جب وہ اپنے قوم کیطرف واپس ہوں تو انکو ڈرائیں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔

چھتری قوم یا ورن کے نسبت قرآنِ کریم اسطرح کھتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ	تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پیار کرتا ہے جو اسکے راہ میں جنگ کرتے ہیں صف باندھے ہو گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے

ویشس قوم یا ورن کی نسبت قرآن اسطرح کھتا ہے

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ	مسلمانوں میں ایسے بھی لوگ ہونا چاہیے کہ انکو انکی تجارت اور خریدی اللہ کے ذکر سے غافل نہ رکھے وہ نماز کو قائم کریں اور زکواۃ دیں اور اس دن سے ڈرتے رہیں جس دن انکے دل اور آنکھ الٹ جائینگے

شودر قوم یا ورن کی نسبت قران کریم اسطرح کھتا ہے

فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ ۔	دنیا میں یا زمین پر پھیل جاؤ اور جس طرح چاہو رزق تلاش کرو۔

اس آیتہ میں یہہ اشارہ ہے کہ روزگار بھی ہو تو فضل کے ماتحت ہو۔ اللہ کو بھولکر کوئی پیٹ پالنے کا کام نہ کرے۔ فقرا ہندان چار ورنوں کو صفتِ انسان کی اعمالی تقسیم

بنایا ہے۔ وشنو کہتا ہے۔

چار ورن میں نے بنائے ہیں وہ در حقیقت صفتِ انسان کو اعمالی رنگ میں تقسیم کیا گیا ہے۔	చాతురవర్ణ్యం మ్యయం సృష్టం గుణకర్మ వి-భాగశః.

دربیانِ روح ع ఆత్మ

روح کا حامل وجودِ انسان ہے جو خلاصہ کائینات ہے۔ اجزاءِ کائینات نفسوں کے مجموعہ کا میدان ہے۔ کائینات کا کوئی روشن ذرّہ سورج کا کام کر نہیں سکتا جب سورج کے ذرّات کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے۔ تو وہ سورج کی صورت اختیار کرتا ہے اور وہی کام کرتا ہے جو سورج کرتا ہے۔ روح بھی نفسوں کے مجموعی کیفیت کا نام ہے انسان خلاصہ کائینات ہے لہذا یہی وجود حامل روح ہے۔

آیۂ کریمہ

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ	اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے یا اُتارتا ہے ملائکہ کو روح کے ساتھ اپنے امر سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے

یہہ مخصوص زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں روح کے نزول کے لئے قدرتاً اسباب پیدا ہوتے ہیں

فقراء ہند اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

تمام ذرات کے مجموعہ کا نام روح ہے۔ | [illegible]

کل ذرات عالم روح میں ہیں۔ | [illegible]

انسان جو ایمان کا کامل ہے اس کا دل عرش اللہ ہے اللہ کی کرسی زمین و آسمان میں بھری ہوئی ہے۔ جب انسان اللہ کے لئے اپنے دل کا گھر خالی کرتا ہے کرسی نشین کی طاقت اس کے ذریعہ سے دنیا میں کام کرتی ہے۔ اس حال میں اس بندہ کا عالم کسب ختم ہوتا ہے۔

جس قدر انسان کی ایمانی طاقت بڑھتی ہوئی رہے گی اسی قدر اس کی روحانی طاقت بھی بڑھتی ہوئی رہے گی۔

آیۂ کریمہ

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ | اللہ کی کرسی زمین و آسمان میں پھیلی ہوئی ہے

عرش و کرسی لوح و قلم۔ یہہ کل اللہ تعالیٰ کے صاحب حکومت و صاحب اقتدار ہونیکے طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسکی کرسی کا زمین و آسمان میں پھیلا رہنا دلیل ہے حکومت زمین

وآسمان کی ہونا۔

حدیث شریف

قُلُوبُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَرْشُ اللّٰهِ — مومنوں کے قلب اللہ کا عرش ہیں

فقراءِ ہند اسکو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

قبروں یا مقدّس مقاموں کی زیارت میں	[illegible]
خیر خیرات میں ایثار و قربانی میں۔ لکڑی	[illegible]
کی اور پتھروں کی مورتیوں میں جاہل انسان	[illegible]
اللہ کو ڈھونڈتا ہے۔	[illegible]
حالانکہ اس کا اللہ اس کے دل میں	[illegible]
بیٹھا ہوا ہے وہ نہیں دیکھتا۔	[illegible]

ایسے انسان کے اطراف اللہ کا نور کام کرتا رہے گا۔ جو زمین و آسمان کا نور ہے۔

آیۂ کریمہ

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ | اس دن دیکھیگا تو مومن مرد اور مومن عورت

يَسْعٰى نُوْرُهُم بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ کو ان کے آگے اور دہنے طرف دوڑتا ہوا ان کا نور۔
ملائکہ اور روح کا تعلق چولی دامن کا ہے۔ ملکوتی طاقتوں کا صحیح استعمال انسان کو روحانی
بناتا ہے۔ روحانیت زندگی ہے جب انسان زندہ ہو کر چلنے لگتا ہے تو یہ ملائکہ نور بن کر
مشعل راہ ہوتے ہیں۔ ایسا انسان غلطی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہاں شیطان کا دخل نہیں
رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی انسان کے متعلق فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ
اے شیطان مرے بندہ پر تیرا تسلط جم نہیں سکتا۔

آیۂ کریمہ

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ	کیا جو شخص کہ تھا مردہ پس جلایا ہم نے اسکو اور
نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ	بتایا ہم نے اس کیلئے نور جس کے وسیلہ سے وہ چلتا ہے لوگوں
فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ	میں کیا وہ برابر اسکے ہے جو اندھیروں میں ہے اور اس سے وہ نکل نہیں سکتا

ایسے روحانی انسان کی مرضی اور اللہ کی مرضی ایک ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اور نہیں چاہتے تم سوائے اس کے کہ اللہ چاہے
ایسے انسان کا کہنا خدا کا کہنا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کہتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ	وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا وہ جو بولتا ہے
اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○	وہ اللہ کی وحی ہوتی ہے۔

روحانی مقام پر جب انسان کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ مبعوث شدہ کہلاتا ہے موت اُنہیں نہیں ہوتی

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ	اللہ کے راہ میں جو مارے جاتے ہیں انکو مردہ مت بولو وہ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔	بلکہ زندہ ہیں لیکن تمکو اسکے سمجھنے کا شعور نہیں ہے۔

انسان زندہ رہنے کیلئے پیدا ہوا ہے۔ نادانی سے وہ دارِ غرور میں دہوکہ کھاکر مرجاتا ہے انسان تقدیر کا مالک یا تقدیر بدلنے والا بن کر پیدا ہوا ہے نہ کہ مقدرات کے ماتحت زندگی بسر کرکے مرنیکے لئے ہے تقدیر حیوانات کیلئے ہے۔ تقدیر مادیات کی حد تک ہے انسان مقدرات کو بدلتا ہے۔ یہ بات اس کو اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روحانی بن جاتا ہے وہ موت پر فتح پاتا ہے۔ انسان جب اپنی خلقت کی غرض کو سمجھ جاتا ہے۔ اور جب عشق کی آگ میں تپ کر پختہ ہو جاتا ہے تو اس نے ساتھ لائے ہوئے تقدیروں کو محو کر دیا۔ موت وارد کرنیوالے تخم جل چکے خود کو حی و قیوم میں فنا کر دیا اب وہ کرتا ہے جو اس کو اپنے اندر لینے والا کرتا ہے روح اپنے جوڑے کیساتھ ملکر اپنی نسل کے ابقا کا سامان کرتی ہے۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا آخَرَ ؕ | اے انسانو! اللہ کیساتھ اور کو معبود محبوب نہ بناؤ

بے جوڑ مخلوق بے اطمینان نظر آتی ہے۔ اور جو مخلوق جس کام کیلئے پیدا کی گئی ہے اگر اس سے وہ کام نہ لے تو بیقرار رہتی ہے۔ انسان کو اطمینان اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنے تخلیق کی غرض کو پورا کرنیوالا کام یعنے تزکیہ نفس کا کام اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ حیات جاوید بجز اطمینان قلب کے حاصل نہیں ہوتی انسان کو اطمینان اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اسکی عقل کی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ اطمینان کی تلاش میں عقلِ انسان جس قدر راستے ڈھونڈے گی وہ کل عارضی رہیں گے کیونکہ انسان کی عقل خود عارضی ہے۔ عارضی وجود سے عارضی چیزیں پیدا ہونا ضروری ہے۔ نیند اطمینان ڈھونڈتی ہے جب تک عقل نہ ماری جائے نیند نہیں آتی۔ فکر بیقراری کی عبارت ہے بیقراری بے اطمینانی کی دلیل ہے۔ بے اطمینانی تخلیق کی غرض و غایت کے خلاف عمل کرنیکا نام ہے تخلیق کی غرض کا علم خالق کی طرف سے ہوتا ہے۔ خالق کلیم ہے کلام کا نزول بقا پر منحصر رکھا ہے۔ بقا کا اُمیدوار وہی ہوتا ہے۔ جو مظہر ہوتا ہے تزکیہ نفس اُسی کا ہوتا ہے جو اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لا کر اس کی راہ میں فنا ہوتا ہے۔ یا وہ خود برأت

وحی پاتا ہے۔

صلوات اور عروج لازم ملزوم ہیں۔ یہہ عروج والی قربانیاں ضائع شدہ ہیں جب تک وہ اپنے آپ کو نہ پہنچانے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ پس (پہلے تو) اپنے آپ کے آگے نماز پڑھ پھر قربانی کر۔

رب ایمان کا مالک ہے ایمان عملِ صالح کا خالق ہے۔ عملِ صالح رفعت کا ضامن ہے رفعت روح کی حقیقت ہے دعاء وَارْفَعْنِي روحانی بننے کے لئے ہے۔

عالم جبروت میں بےحساب ارواح ہیں بعض نے اندازہ لگایا ہے کہ ایک لاکھ اسی ہزار ہیں۔ ان میں کوئی روح بہ انتہاے فنائیت وحدت الوجود کی اتباع کرتی ہے تو وہ روح اعظم کھلاتی ہے ان ارواح کے منبع کا نام ابوالارواح ہے یہ عالم لاہوت ہے یہہ مقام مقام وحدت کھلاتا ہے۔ یہہ گنج مخفی میں جاکر احدیت کا مرتبہ حاصل کرتا ہے یہہ وجود رحمتہ للعالمین بن کر بخشش وعطا فضل وکرم جُود رحم کی داد دہش کرتا ہے۔ فقراء ہند اسکو پرماتما کہتے ہیں۔ اور روح اعظم کو مہاتما اور روح کو آتما کہتے ہیں۔

مرتبہ واحدیت عالم جبروت ہے اس مقام میں تمام ارواح داخل ہیں۔ نفس بمنزلہ

موج کے ہے اور موج کو پیدا کرنیوالا جو پانی ہے وہ بدن ہے۔ اس بدن کو فقراء ہندا استھول شریر کہتے ہیں۔ اور نفس کو جو موجزن ہے اسکو سُوکچھم شریر کہتے ہیں اور ان دونوں کو استھول کایا اور سُوکچھم کایا بھی کہتے ہیں۔ اور ان موجوں سے جو حُباب بنتا ہے اسکو آتما کہتے ہیں۔ زمین پر پانی ہے پانی پر حُباب ہے، حُباب خلا میں بنا مایا سے ظاہر ہوا۔ اور جب استھول اور سوکچھم اس سے علیحدہ ہوگئے وہ خلا میں خلا مل گیا یہی حال جسم کثیف جسم لطیف اور روحانیت کا ہے۔ روح اللہ کیساتھ ہے اور جب جسم کثیف اور جسم لطیف کا تسویہ ہوتا ہے تو اللہ کیطرف سے اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

آیۂ کریمہ

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ | پھر وہ انسان کی ہر طاقت کو برابر کیا اور اس میں اس نے اپنی روح پھونکدیا جو انسان اصلاح پذیر زمانہ میں اپنی طاقتوں کو ازروے قرآن صحیح طور پر استعمال کرتا ہے تو وہ بزمانہ رُشد روحانی بن جاتا ہے۔ حُباب جس طرح موجوں کا نتیجہ ہے اسی طرح روح بھی عمل کا نتیجہ ہے۔

یہہ روح کے منازل ایسے ہی ہیں جس طرح علم کے منازل ہیں۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ میں فساد کا اندیشہ ہے مَا لَمْ یَعْلَمْ کلید جنت ہے۔ یہ علم عرفان روحانی انسان کا سرمایہ ہے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کا علم ظنی ہے۔ اور مَا لَمْ یَعْلَمْ کا علم یقینی ہے۔ اکتساب کے عیب سے پاک ہے۔

فقراء ہند کے پاس روح پانچ تھیلیوں کے اندر ہے۔ جس کو وہ پنچ کوش کہتے ہیں وہ یہہ ہیں ان کو کایا بھی کہا گیا ہے۔

جسم کثیف - جسم لطیف	స్థూల కాయము. సూక్ష్మ కాయము.
جسم (قوۃ) ارادی - جسم محیط (قوۃ مدرکہ بالذّات) وراء الوراء ہستی	కారణ కాయము. మహా కాయము. అతీత కాయము.

فقراء ہند اجسام کو کایا کہتے ہیں۔ اور تھیلیوں کو مَیَہ کہتے ہیں وہ یہہ ہیں۔

(۱) غذا کی تھیلی (۲) جان کی تھیلی	అన్నమయము. ప్రాణమయము
(۳) ارادہ کی تھیلی (۴) عقل کی تھیلی	మనోమయము. విజ్ఞానమయము.
(۵) اطمینان کی تھیلی۔	ఆనందమయము.

فقراء ہند کے پاس اطمینان حاصل ہو ہی نہیں سکتا جب تک عقل کا خاتمہ نہ ہو جائے

وہ عارف بندہ جب تک خود کو نفی کی حالت میں نہ لائے وہ روحانی بن نہیں سکتا

ان کے پاس روح قدیم ہے۔ اسی سے یہہ کائینات عالم بنا وہی مدرک بالذّات

تو تہ روح عالم کو اپنے اندر سے ظہور میں لائی اور اسی میں لاکھوں برس چھپی رہی

اور اپنے وقت پر کپل کی صورت میں بشکل انسان ظاہر ہوئی۔ وہی باعث خلقت

عالم ہے وہی علّت غائی ہے ایجادات عالم کی۔ وہ اسطرح بیان کرتے ہیں۔

روح مشتمل ہر عناصر سے اکاش بنا۔	ఆత్మసంభూతదాకాశం
آکاش کے بعد ہوا بنی۔ ہوا کے بعد	ఆకాశాద్వాయుః, వాయు
آگ بنی۔ آگ کے بعد پانی بنا۔	ర్ అగ్ని అగ్నేరాపః:
اس کے بعد زمین بنی۔ زمین سے	అద్భ్యః పృథివీ పృథివ్యా
نباتات بنے نباتات سے غذا	ఓషధయః ఓషధీభ్యో
بنی۔ غذا سے خون بنا (حیوانات نے)	ధాద అన్నం అన్నాద్రేతః
خون سے انسان بنا۔	రేతస్సుపురుషః.

انسان گو بظاہر مخلوقات عالم میں بلحاظ اعضا اور صفات نفسی مشترک ہے

مقام وحدت میں وہ مخلوقات سے اس قدر الگ ہے کہ حیوانوں سے اس کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا لیس کمثلہ شئ بن جاتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس میں بالقوہ روحانی وجود ہے۔ کائینات عالم اور قرآن کریم جس طرح اللہ رب العالمین کی کامل کتابیں ہیں اسی طرح انسان بھی اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ ان تینوں میں مطابقت ہے کیونکہ ان تینوں کا مصنف ایک ہے جبرئیل کا نزول کامل کتاب کے نزول کے وقت کامل انسان کی صورت میں ظاہر ہونا انسان کے اپنے کامل کمالات کے ظاہر کرنے کے زمانہ کو ثابت کرتا ہے اس وجہ سے آسمانی کتب میں قران کریم کو ہی خود کے روح ہونے کا دعوٰی ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ یہاں مخاطب کامل انسان ہونا ضروری ہے۔

وکذالک اوحینا الیک روحاً من امرنا ہ	اور اسی طرح (اے محمدؐ) ہم نے تیرے طرف روح کو وحی کیا

اس سے پیشتر یہہ آیتہ کہ قل الروح من امر ربی بتاتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رب جو لبصورت اللہ ظاہر ہوا جو واجب الوجود ہے اسی کے امر سے روح بنی ہے۔ روح کے بننے کے اسباب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات سے

ہی وابستہ ہے۔ آپؐ کا وجود کامل بشیر و نذیر ہے۔ عالم کبیر کی تفسیر کبیر ہے اسی وجہ سے آپؐ پر فضل کبیر ہے۔ کتاب آپؐ کی بے نظیر ہے۔ یہہ محض فضل کے ماتحت ہے کائینات کے کل جن و انس جمع ہوکر اور اپنے مددگار بھی ساتھ لائیں تو بھی ایسی کتاب نہیں بنا سکتے اس وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کامل کتاب کو روح پکارا۔

روح کی حقیقت یہ کہ وہ کبھی نہ مرے قرآن اس عقیدت سے روح اس طرح ہے کہ وہ ہر زمانہ میں زندہ ہے۔ اور ہر زمانہ کے انسان اسی سے زندہ ہوتے ہیں جب انسان اسکو چھوڑ دیتے ہیں یعنے کائینات کی کتاب مسخر ہوکر جن انسان کی خدمت کیلئے کھڑی ہوتی ہے وہ انسان روحانی ہے وہ مجسّم قرآن ہے اس کے وجود سے ہی انسان زندہ ہوتے ہیں۔ جب ایسے انسان کو لوگ چھوڑ دیتے ہیں تو وہ مردہ ہو جاتے ہیں قرآن روح ہونیکی وجہ سے وہ فاعل بالارادہ ہے اپنے متبّعین کے اندر روح پھونکتا ہے۔ آنکو اولیاء اللہ غوث قطب بناتا ہے۔ یہہ وہ حقیقت ہے جس کیوجہ سے قرآن کریم روح کھلاتا ہے۔ چونکہ روح ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اس وجہ سے روحانی انسان کی ہر حرکت ہر خیال ہر کام زندہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اُولیٰ قرآن

کریم تھے آپ کے متبعین سب قرآن تھے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اس بات کو ظاہر کیا کہا کہ میں قرآن کریم ہوں۔ جب معاویہ کی فوج نے دھوکہ دینے کیلئے قرآن کریم کو جھنڈے پر لگایا تھا تو لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے عرض کیا حضور جنگ کس طرح کریں قرآنِ کریم جھنڈے پر ہے آپ نے فرمایا۔ اسکی پرواہ مت کرو قرآن کاغذوں میں ہے میں تم میں زندہ قرآن موجود ہوں کافروں کو اس کا علم بہت تھوڑا دیا گیا ہے کیونکہ ان کی کل کتب قرآن کریم کے زبر ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ قرآن کریم اوّلین کے کتابوں میں منقسم تھا۔ وہ کتب بالمقابلہ قرآن کریم کے ایسے ہی ہیں۔ جیسے حیوان انسان کے آگے۔ یہی وجہ تھی کہ کسی قوم سے بت پرستی محو نہ ہوسکی اور نہ ان کا کوئی ہادی اوثان اور اصنام پرستی کو محو کر سکا۔ روح کا علم صرف قرآنِ کریم کے متبعین کو ہونا چاہیئے اور ایسا ہی ہے۔ فقیر اس بات کو ایک گہرے تجربہ کے بعد کہتا ہے۔ میں نے متعدد غیر مسلم اقوام کے روحانیت کے دعویدار پیشواؤں میں بس کر دیکھا ہے ان میں نفس مطمئنہ کے نصف منزل سے کوئی آگے بڑھا ہوا نہیں ہے۔ غیر مسلم اکثر روح سے اتنے کورے ہیں کہ وہ قیس کے ایثار اور

شیخ فرید شکر گنج کے ایثار میں فرق نہیں کر سکتے۔ بعد ظہور اسلام ہر زمانہ میں قطب اور ابدال جنکی وجہ سے زمین قائم ہے وہ ہر وقت مسلمانوں میں ہی رہے۔ اور اب بھی مسلمانوں میں ہی قطب اور ابدال ہیں۔ وہی وجود یں زمانہ حال کے انقلابات کا باعث ہوئے ہیں۔ وہ مغرور و سرکش طاغیوں کو اپنے مقصد کے سامنے سر جھکا کر یا تباہ و برباد کر کے اپنا مطلب حاصل کر کے چھوڑیں گے۔ یہی روح ہے۔ یہہ روحانی لوگ وہی ہوتے ہیں۔ جو دنیا کو لات مارے ہوئے ہوتے ہیں۔ مثل المؤمن کمثل الطین یرزقہ اللہ تعالی بغیر وسیلہ سب سے بڑی شناخت انکی یہہ ہوگی کہ ان کا رزق کہیں بندھا ہوا نہیں رہے گا۔ وہ کسی حکومت کے ماتحت نہیں رہیں گے وہ خود اولی الامر رہیں گے۔ ان کی حکومت شہنشاہوں پر چلے گی۔ اگر کوئی شہنشاہ ان سے سرکشی کرے وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ وہ اللہ کے نور کیطرف اسی طرح بڑھیں گے۔ جس طرح ایک چلنے والا سورج کیطرف منہ کر کے جب چلتا ہے تو سایہ اس کے پاؤں کو لگا ہوا آتا ہے ان اللہ والوں کے قدموں پر بادشاہتیں اور دولتیں خود آکر پڑیں گے وہ اس کی خواہش نہیں کریں گے۔

روح وہی ہے۔ جو جسم کثیف اور جسم لطیف پر حاکم ہو۔ اور وہ کبھی خود کو جسم کثیف اور جسم لطیف میں فنا کرنا نہیں چاہے گی اور نہ آرزو کرے گی اور نہ توجہ ہو گی لہذا روحانی انسان وہی ہے نہ اسکو وجاہت دنیائی کا خیال ہے اور نہ اس کے پاس روٹی کا سوال ہے اور نہ حکومت و سیاست کا ذہن۔ سب اُس کے لئے ہے وہ اللہ کے لئے۔ اللہ روحانی انسان سے ظاہر ہوتا ہے وہ بندہ ہر طاقت پر قابض ہو کر اُس کا ثبوت دیتا ہے۔

عالموں کا بیان ۔ అవస్థలు.

فقرا اسلام کے پاس پانچ عالم ہیں۔ عالم ناسوت۔ عالم ملکوت۔ عالم جبروت عالم لاہوت۔ عالم ہاہوت۔ اور چھ عالم کے بھی قائل ہیں۔ عالم شہود۔ عالم امثال عالم ارواح۔ عالم واحدیت۔ عالم وحدت۔ عالم احدیت۔ فقرا ہند اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کثیف۔ لطیف۔ ارادی۔	స్థూల. సూక్ష్మ. కారణ.
ارادی بذات۔ مدرک بالذات۔	మహా కారణ. అతికారణ

خواب ۔ غُنودگی ۔ بیداری	స్వప్నే. సుషుప్తి. జాగ్రత.
استغراق ۔ انتہائی استغراق	తురియా అతి తురియా.

فقراء ہند (تُوریا) استغراق میں اور تین کیفیتیں پیش کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

احساس ۔ نور ۔ کلام ۔	చైతన్య. జ్యోతి. నాదం. అనుభవము

توریا لاہوت کو کہتے ہیں۔ وہ محض ذات ہے وہ محیط اور شامل اور جامع اور عین ہر سہ عالم ہے۔ جسکو فقراء ہند سرگ ۔ مرتے۔ اور پاتال کہتے ہیں اور حضرت حقیقۃ الحقائق جسکو فقراء ہند شُونتے کہتے ہیں وہ مرتبہ ہوّیت ہے۔ جب وہ مرتبہ ہوّیت سے نزول کرتا ہے تو لاہوت میں آتا ہے وہاں سے جبروت میں پھر وہاں سے ملکوت میں اور پھر وہاں سے ناسوت میں یعنے عالم شہود میں آتا ہے تو انا بشر متکلم کہتا ہے۔

بیانِ نورِ ذات . కిరణ స్వరూపు

نور ذات جب جلال میں آتا ہے تو برنگ آفتاب یا برنگ یاقوت یا برنگ آتش ظاہر ہوتا ہے۔ اور جب نور ذات جمال میں آتا ہے۔ تو برنگ چاند۔ برنگ مروارید یا برنگ پانی ظاہر ہوتا ہے۔ نور ذات وہ ہے جو صفات سے منزّہ ہے۔ وہ اولیاء اللہ

کی ذات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ
مَنْ یَّشَآءُ۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔
اولیاء اللہ من کل الوجوہ بیدار رہتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ سنتے ہیں۔ سونگھتے ہیں
ذائقہ بھی ہے۔ اور انکو مس بھی ہے۔ مگر ان کو کوئی تعلق حواسِ خمسہ ظاہری سے نہیں
رہتا ہے۔ وہ ظاہری روشنی کے محتاج نہیں۔ ان کے حواس خمسہ ظاہری اور حواس
خمسہ باطنی وہ کل ایک دوسرے کے عین ہو جاتے ہیں۔ ایک ذات ہو جاتے ہیں۔
اس کو نظرِ ذات کہتے ہیں۔ وہ درحقیقت نورِ ذات ہے۔ اس فکر کی تعریف میں حدیث
شریف یہ ہے۔ تَفَکُّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ ایک گھنٹہ کی فکر بہتر ہے دو گھنٹے کے
وزن دار عمل سے۔ نورِ ذات کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ فقراء ہنود اس کو جوتی سروپ کہتے ہیں
اور سدا پرکاش اور سوم پرکاش یعنے خود بخود منور ہونیوالا اور ہمیشہ روشن کہتے
ہیں خواہ عالم اس پر نمایاں ہو یا نہ ہو۔ فقراء اسلام نور کو منور سے تعبیر نہیں کرتے
اور منور سے تعبیر بھی نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔

مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ یعنے مثال اس کے نور کی ایسی ہے۔

ایک چراغدان ہے۔ اس میں چراغ ہے۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ وہ چراغ ایک

حباب میں ہے اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ وہ حباب گویا وہ ایک

چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ

وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ۔ وہ چراغ ایک درخت مبارک سے روشن ہوتا ہے۔ وہ درخت

زیتون کا ہے نہ وہ شرقی ہے اور نہ مغربی۔ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ

نَارٌ قریب ہے کہ اس کا روغن روشنی بخشے اور اگر اس کو آتش بھی نہ چھوئے

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ نور ہے نور پر یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالےٰ

ہدایت دیتا ہے اپنے نور سے جو چاہتا ہے۔ سمجھدار فقیر مشکواۃ سے یہ مراد لیتے ہیں۔

کہ وہ اجسام عالم کا خلاصہ ہے۔ یہہ وہ ذات ہے جہاں مجموعی حیثیت سے عالم آیا

ہے اور عالم کا نور جسکو نور السمٰوات والارض کہتے ہیں۔ وہ بھی مجموعی حیثیت سے آیا ہے

جسکو مشکواۃ کے اندر کا روشن چراغ کہا گیا ہے۔ مشکواۃ جسم مبارک مصباح نور ذات ہے

حباب روح اعظم ہے وہ روح اعظم بوجہ قرابت قریب اور بوجہ کمال فنائیت مصباح

نظر آتا ہے۔ یعنے چراغ کی روشنی کا جو گرویدہ بنا ہوا ہے۔ وہ بذات خود روشن
معلوم ہوتا ہی مطلب اس چراغ سے وجود کا نور ہے اور شجر مبارکہ کی مثال ذات کی ہے
مشرقیت اور مغربیت کی حدود بندی سے منزّہ یعنے وہ سمت سے منزہ ہے۔ اور تیل
روح اعظم ہے یعنے غایت اطاعت اور صفائی سے خود بخود روشن ہے وہ محتاج
روشن کئے جانے کا نہیں ہے۔ صوفیا د اسلام اس مقام کو مقام صدّیق کہتے ہیں۔
زُجاجَہ مرتبہ روح میں ہے مگر وہ اعظم ہونے کی وجہ سے خود بخود روشن ہوتا
ہے وہ محتاج روشن کئے جانیکا نہیں ہے یہہ زجاجہ نور ہے نور پر۔ یعنے انتہائی درجہ
صفائی رکھنے کیوجہ سے نور کی روشنی نور پر ہے۔ اسکو کوئی نور سے علیحدہ کرکے دیکھ نہیں
سکتا۔ نور ذات پردہ روح الارواح کے ظاہر ہے۔ اور روح الارواح۔ اور پردۂ ارواح
اور ارواح جسموں کے پردہ میں اسی طرح ہیں کہ چراغ اپنے تیل کے ساتھ حُباب کے
پردہ میں ظاہر ہے۔ اور حُباب طاقچہ کے پردہ میں یہ تمام ذات کی نسبت سے روشنی پر
روشنی بڑہائے ہوئے ہیں۔ فقرا ہند اس نور کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔
پہلا قیام جو درختوں کا گن ہے۔ اسکو تارک کہتے ہیں | ప్రథమం ○ తారకం ○ చిత్రు

دوسرا سجدہ جو نشان رینگنے والے جانوروں سے نظر آتا ہے | [illegible]

تیسرا قعدہ جو پہاڑوں میں نظر آتا ہے۔ | [illegible]

چوتھا رکوع آدھا چاند جو چوپایہ جانوروں میں نظر آتا ہے | [illegible]

پانچواں ان سب کا مجموعہ نطفہ انسان میں ان | [illegible]

سب کا سما جانا یہی نور کی صورت ہے۔ | [illegible]

فقراء ہند اس کی تفصیل ناد کرتے ہیں۔ بند سے کرتے ہیں پہلے کلام تھا اس نے جسم اختیار کیا تو وہ کائنات عالم بنا وہ جمع کیا گیا تو انسان بنا یہہ انسان ہی خلاصہ نور یا نور ذات ہے اس کا اظہار کائنات کی تفصیل میں ہے۔ وہ بصورت الف درخت ہیں اور بصورت (ح) رینگنے والے جانور ہیں اور بصورت (م) کل پہاڑ ہیں اور بصورت (د) کل چوپایہ جانور ہیں۔ یہہ سب صلواۃ میں ہیں۔

آیہ کریمہ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ | اے احمد۔ کیا تو نے نہیں دیکھا تحقیق وہ اللہ ہے جسکی تسبیح جو آسمانوں اور زمین میں کرتے ہیں اور پرندے صف

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ	بانده ہوئے ہر ایک نیں کا تحقیق جان چکا ہے اپنی نماز اور
وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ○	اپنی تسبیح اور اللہ بہتر جانیوالا ہے وہ جو کچھ کر رہے ہیں

جامعیت والے نور کا نام احمد اور جامعیت والی نماز نماز وسطیٰ قعدہ قیام رکوع

سجدہ اس حقیقت سے فقراء ہند نور ذات احمد کو مانتے ہیں۔ اکثر کو اس کا علم نہیں

ایک نمازی جامعیت والی نماز اس کے عناصر کے پچیس ۲۵ گنوں کو عروج و نزول کا

خیال رکھکر پڑھتا ہے اس کے اطراف زمین و آسمان کا نور آجاتا ہے۔ اس سے بڑھ

کر اس مدرک بالذّات فاعل حقیقی میں فنا ہونا چاہتا ہے تو اسکو فقراء اسلام

ذکر اللہ کہتے ہیں اس ذات میں فنائیت انسان کو روحانی بناتی ہے۔ اس نور میں

خود کو ایک زندہ فاعل بذّات وجود دیکھتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

چونکہ نور کا کام انسان کو فحش اور منکر سے بچاتا ہے اس وجہ سے ایک نمازی فحش و

منکر سے بچ جاتا ہے۔ چونکہ وہ مخلوق کو فحش اور منکر سے بچانیکے لئے پیدا ہوا ہے۔

اس مرتبہ کو وہ اللہ میں فنا ہو کر حاصل کر سکتا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہہ کہتا ہے

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ یعنے ضرور نماز چونکہ نور ہے انسان

کو فحش اور منکر سے بچاتی ہے۔ مگر خود بچانیوالا جنا ہے لہذا وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ فرمایا
یعنے اس نماز سے اللہ کا ذکر بڑا ہوا ہے۔ فقرار ہند پنج کوش میں نور کے ذکر کو جسم
لطیف اور جسم کثیف کے حد تک سمجھا کر۔ ارادہ اور عقل اور اطمینان ان تین لطیف تر
تعیلیوں کے اندر روح ہے کہا ہے اور اس مقام کو شونیئے استھل بتایا ہے۔ اس
کے متعلق کہتے ہیں۔
جہانتک آنکھوں کو نظر آتا ہے وہاں تک فنا ہی ہے ۔
مطلب یہ ہے کہ اس سے آگے گذرنیکے بعد بقا ہے۔ فقرار اسلام نے اس کے متعلق یہ
کہا اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بہترین ذکر لا الٰہ یعنے میرا کوئی معبود نہیں میرا
کوئی مقصود نہیں میرا کوئی محبوب نہیں میرا کوئی مرغوب نہیں میرا کوئی مطلوب نہیں
اِلَّا اللّٰہ کے یہ مقام فنا ہے روح جو ملائکہ کو اپنے ساتھ لیکر نازل ہوتی ہے وہ یہی مقام ہے
فقرار ہند کے پاس توحید کے چار مقام ہیں۔
دوئیت واحدیت۔ یہ صفات اللہ ہیں۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ الْوَاحِدُ
الْقَھَّارُ۔ اللہ ہر چیز کا خالق ہے وہ ایک ہی ہے قہاریت میں۔

اَحْدِیَّتْ ۔ وحدت ۔ وَاِذَاذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰٓی

اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا ۔

اور جب تو قرآن میں ذات وحدت کا ذکر کرتا ہے تو وہ لوگ

پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں۔

وِشِیْئَۃُ اَحْدِیَّتْ ۔ وحدت خصوصی ۔ ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ۔ وہ تمہارے ساتھ

لگا ہوا ہے جہاں تم رہتے ہو۔

شَکْتِی اَحْدِیَّتْ ۔ وحدت وجودی ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ

اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ تحقیق وہ لوگ جو تیری بیعت کر رہے ہیں

درحقیقت وہ اللہ کی بیعت کر رہے ہیں ۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے ۔

بیان رویت اللہ ۔ کا مسئلہ

فقرا ہند رویت اللہ کو ساکشات کار کہتے ہیں ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کو اس سر کے آنکھوں سے دیکھنے کے قائل ہیں ۔ جاننا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا دنیا اور آخرت میں خواہ چشم ظاہر سے ہو یا چشم باطن سے وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کامل کا کام ہے ۔ اس میں کوئی شک وشبہ اور کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ تمام اہل کتاب کل اہل بصیرت اس بات پر ایمان رکھتے ہیں ۔ کہ اللہ ان آنکھوں سے جو سر سے لگی ہوئی ہیں دکھتا ہے ۔ نافہمیدہ اور نادان اپنے دین سے ناواقف رویت اللہ سے انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ مسلمہ بات ہے کہ وہ ذات مقدس کہ جو ہر چیز پر قادر ہے وہ اپنے دیدار سے اپنے بندوں کو مشرف کرانے پر بھی قادر ہے ۔ اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت خصوص حنفی عقیدہ یہ ہے کہ انسان اللہ کو دیکھ سکتا ہے وہ پردۂ لطیف میں جلوہ گر ہے ۔ آخرت میں وہ مادی آنکھوں کو دکھیگا ۔ اس عقیدہ کی بنا پر صوفیاء کرام یہہ کہتے ہیں کہ آخرت جب حشر اجسادی ہے اور وہاں جب اللہ ان مادی آنکھوں کو دکھتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہ اپنے بندوں کو سر کے

آنکھوں سے اپنی دیدار سے مشرف کرنا اس کی سنت میں داخل ہے۔ تو کیا وجہ کہ وہ

ہر وقت بہر طور ہر جائے اپنی دیدار سے مشرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جب

اللہ اس دنیا میں اپنا دیدار نہیں کراتا تو یہ لازمی ہوا کہ وہ آخرت میں بھی نہیں کراتا

آیہ کریمہ

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۔	اور جو شخص اس دنیا میں اللہ کی دیدار سے اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اللہ کی دیدار سے اندھا ہے۔

اس مسئلہ میں فرقہ معتزلہ نے خطائے عظیم کی ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ کا دکھنا ممکن ہے مگر

اس کی کوئی صورت نہیں۔ جاننا چاہئیے کہ انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ نے اپنی

ظاہرہ آنکھوں سے اور رُویاء میں اللہ کو انسان کی صورت میں دیکھا۔ اور اس سے

کلام سنا۔ مسلمانوں کا جب عقیدہ آخرت پر ایمان ہے تو ان کا فرض ہوا کہ آخرت

میں دیدار اللہ یا رویت اللہ بچشم سر ہونے پر بھی ایمان ہونا چاہئیے۔ علماء ظاہر نے

جو اختلاف کیا ہے۔ معنیٰ اور ظاہرہ لفظ میں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضہ

نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّكَ کیا آپ نے

اپنے رب کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ۔ وہ نور میرے ساتھ ہے اور میں دیکھتا ہوں اُس کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ یعنے اس روز (بروز قیامت) بعض چہرے تروتازہ رہیں گے اپنے رب کو ان آنکھوں سے دیکھیں گے۔ نظر اس سرتے لگی ہوئی آنکھوں کے عمل کو کہتے ہیں حشر اجساد خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مادّی آنکھیں ہوں گی جو اللہ کو دیکھینگی۔ باوجود اس ثبوت کے معتزلہ اللہ کی دیدار یا رویت اللہ کے قائل نہ ہونا یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے۔ یا کور باطنی ہے۔ اہل ہنود دیدار خدا عالم شہود میں مانتے ہیں اور ان کا یہ عام عقیدہ ہے مگر ان میں ایک مختصر سا فرقہ ہے جس کو آریہ کہتے ہیں۔ وہ دیدار خدا کے قائل نہیں وہ خشک ہیں ہٹ دھرم ہیں کور باطن ہیں معتزلہ اللہ کے دیدار محال کی تائید میں یہ آیت لاتے ہیں لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ کوئی آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ وہ لطیف اور خبیر ہے۔ کور باطن لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا۔ آنکھ رکھکر بھی نہیں دیکھتے

اسی طرح کا کلام ذات رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھنے والوں کے متعلق ہے۔
وَ تَرٰىهُمْ يَنظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ اے محمدؐ آپ انکی آنکھوں کو دیکھتے
ہو اور وہ آپ کو دیکھ نہیں سکتے ۔ فیصلہ ہوا کہ جس نے حضور انور کو دیکھا اس نے اس
نور کو دیکھا جس کی نسبت انبیاء ماسبق نے بشارات دی تھیں کہ وہ ربّ الافواج
آنیوالا ہے وہ باغ کا مالک آنیوالا ہے جس کے فرزند عیسٰی علیہ السلام ہیں۔ ہادیان
اقوام ہند نے بلا استثنیٰ لکھا کہ ایشور آنیوالا ہے۔ ثابت ہوا کہ جسم اطہر سے اللہ کا تعلق
لازم ملزوم ہے۔ اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ
رَاَ الْحَقَّ صوفیاء کرام کے عقیدہ کو مضبوط کرتا ہے۔ ذات واجب الوجود ہمہ اوست ہے
دلبصر سے الگ نہیں، اس کے پاس قربت اور بعدت کوئی چیز نہیں۔ تَقَرُّبْ بِالنَّوَافِلْ
کی حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ جسم انسان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے الفاظ
جسم کیطرف اشارہ کر رہے ہیں۔

حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَهْ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ | میرا بندہ نوافل کی ہمیشگی سے تقرب میرا حاصل کرتا ہے

يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ	یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب
فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ	میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں
يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ	جس سے وہ سنتا ہے۔ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے
وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ	اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا
يَمْشِيْ بِهَا الخ۔	پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اللہ کا رسولوں کو مبعوث کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ان رسولوں کی عبادت کرے بلکہ خود کی ذات کو منوانا مطلب ہے۔ جب تک رسول وہ کام نہ کرے جو کسی بشر کی طاقت خواہ وہ انفرادی حیثیت سے ظاہر ہو یا اجتماعی جس میں جمہوری اور شخصی حکومتیں بھی داخل ہیں۔ اللہ کے وجود کا ثبوت نہیں ملتا۔ رسول مظہر اللہ ہوتا ہے وہ اللہ کی غرض کو پوری کر کے اس کی ذات کو اپنی ذات سے جبار اور قہار سرکش اور طاغی طاقتوں کو تباہ و برباد کر کے منوا کر جاتا ہے۔ اس وقت زمین ظلم وجور سے جو بھری رہتی ہے۔ وہ نور رب العالمین سے معمور ہوتی ہے۔ جس نے اپنے زمانہ کے رسول کو دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا ختم رسالت کے بعد اولیاء اللہ بھی جو وارث انبیاء

ہوتے ہیں ذات اللہ کو اپنے مادی جسم میں دکھا کر منوا کر رخصت ہوتے ہیں۔ ان کے
زمانہ میں مصائب و آلام اس قدر ہولناک ہوتے ہیں کہ دنیا کے ہر معاملہ کے فیصلہ کرنے
والے اس انقلاب کے فیصلہ کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔ مخلوق مایوس ہو کر ہر جگہ ہر وقت
یہہ کہتی ہوئی دکھیگی اب اللہ ہی فیصلہ کرے۔ اس وقت اس ہستی پر کسی کی نظر
نہیں پڑتی تھی وہ کھڑا ہوتا ہے۔ فیصلہ کرکے بتاتا ہے کہ اللہ نے یہہ فیصلہ کیا اے
بے ایمانو! اب تو بھی اللہ پر ایمان لاؤ۔ اللہ کو دیکھنے کے مختلف مقامات ہیں اللہ کو
دیکھنے کا پہلا مقام خواب ہے دوسرا مقام بیخودی تیسرا مقام ایک تعین خاص میں دیکھنا
ہے۔ چوتھا مقام اس ذات وحدت کو کثرت میں یعنے ہر جگہ قوت قدسی سے کام کرتا
ہوا دیکھنا ہے۔ اور پانچواں مقام بیداری میں سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ کل مقامات حاصل تھے۔ اللہ کو دیکھنے کے لئے آخرت
جو مخصوص کر رکھا ہے وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کی بنا پر ہر قیامت
صغریٰ۔ اور ہر قیامت کبریٰ اور ہر قیامت وسطیٰ میں خاصان حق اللہ کو سر کی آنکھوں
سے دیکھتے ہیں یہہ زمانہ اُس کی صفت ہُوَ الظَّاهِرُ کا ہے۔ وہ زمانہ اَللّٰهُ تَحْتَ الْاَرْضِ

بُتوشِر دَبّھا کا ہے اس کی سنت میں خواہ وہ دیدار کی سنت ہو یا کردار کی سنت
ہو کبھی تبدیلی نہیں پاؤگے وہ ذات وصفات سے لازوال ہے۔ اَلْآنَ کَمَا کَانَ
اس حقیقت کو فقراء ہند نے اس طرح بیان کیا ہے۔ وہ اللہ کو ہیوں ہیکلوں کا
اعتراف کرتے ہوئے انسانی جسم میں اللہ کے دیکھنے کے قائل ہیں۔ اس ربّ العلیٰ کو
ساکچھاتکار کہتے ہیں۔ یعنے وہ جسم لیکر عالم شہود میں آتا ہے۔ وہ اس طرح ہے۔

وہ ذات قیل و قال سے وریٰ وہم و گمان سے	వాచాతీతం మనసాతీతం
دور ہے۔ اندازہ و قیاس سے دور نہ تحیر مرئی ہے	భావాతీతం అగోచరం
نہ وہ نکتہ ہے اور نہ وہ ظرف ہے اور نہ	నిష్కళత్వం నిరాలంబం
وہ لفظ ہے۔ یہی برہم ہے وہ برہم کیا ہے	విశదం బ్రహ్మము ఒక్కటే
وہ اطمینان ہے انتہائی آرام ہے۔ کامل	బ్రహ్మానందం పరమసుఖదం
معرفت کی صورت ہے۔ (بذات خود خدا کی صورت)	కేవలం జ్ఞానమూర్తిం
دوہوئی سے بعید ہے۔ آسمان جیسا ہر جگہ	ద్వంద్వాతీతం గగనసదృ
پھیلا ہوا ہے۔ وہ تو ہے (ہو اللہ) کا آشکار ہے	శం తత్త్వమస్యాది లక్ష్యం

ایک ہے دائمی ہے۔ بے عیب کلام والا ہے
ఏకం నిత్యం విమలమచలం

سب کائینات کی اشیاء کا شاہد ہے۔
సర్వధీసాక్షిభూతం ॥

اندازہ سے دور ہے۔ تین صفتوں سے منزہ ہے
భావాతీతం త్రిగుణరహితం

اے پیچھے گرو تو سب کچھ ہی میں تیری اطاعت
సద్గురుం తం నమామి ॥

کرتا ہوں۔ گرو خدا ہے گرو برہم ہے۔
గురుర్బ్రహ్మా గురుర్విష్ణుః

گرو وشنو ہے۔ گرو مہیشور ہے
గురుర్దేవో మహేశ్వరః

گرو رویت پر برہم ہے۔
గురుస్సాక్షాత్ పరబ్రహ్మ

اسلئے اعلیٰ ہستی والے۔ تیری فرمانبرداری کرتا ہوں
తస్మై శ్రీగురవే నమః

حدیث رؤیت اللہ

فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فِي صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ
حشر کے دن آئیگا اللہ مسلمانوں کے پاس غیر کی اُس صورت

الَّتِي يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ
میں جسکو وہ پہچانتے ہیں۔ اور کہیگا میں تمہارا رب ہوں

فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ هٰذَا
لوگ کہینگے نعوذ باللہ منک یہ ہمارا مکان ہے گر وہ ہمارا پاس

مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَنَا
رب آئے گا جب ہمارے پاس آئیگا۔ ہمارا رب تو پہچانینگے

رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِي صُوْرَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ (کنز العمال)	اسکو پس آئیگا ان کا رب اس صورت میں جسکو وہ پہچانتے ہیں پس وہ کہیگا میں تمہارا رب ہوں پس کہیں گے مسلمان تو ہمارا رب ہے پس وہ اتباع کریں گے اس کی۔

ہر اہل کتاب اور ہر فہمیدہ گروہ اللہ کا انسان کی صورت میں آنیکے قائل ہیں فردوسی نے ہندوؤں کے عام عقیدہ کو ان کی کتاب بھگوت گیتا سے اس طرح بیان کیا ہے۔ یعنے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے۔ یعنے ان کا خدا کشنو کہتا ہے

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے ٭ نمایم خود را بشکل کسے

غیر کی صورت میں یعنے جس قوم میں اللہ کے آنے کی بشارت ہو یہ اسکی سنت ہے کہ وہ غیر مذہب والے کے نام و لباس میں آتا ہے تاکہ لوگ امتحان میں پڑھ جائیں صوفیاء کرام کا عام مقولہ ہے۔ ہر دم بہ لباس دگراں یار برآمد

اس بات کا منکر سے انکار کرنیوالی جماعت مسلمانوں میں معتزلہ جماعت ہے اور ہندوؤں میں آریہ سماجی نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ مظہر اللہ کا مقام ہے۔ فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ

کُلُّهُمْ اَجْمَعِیْنَ مومنین ہیں۔ اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ۔ روئت اللہ کے منکر لوگ ہیں۔

در بیان اسماء اللہ

اسماء اللہ فقراء ہند کے پاس ایک ہزار ہیں اور فقراء اسلام کے پاس ننانوے ۹۹ پر نود کل غیب الغیب واجب الوجود کے ماتحت ہیں جس کو فقراء ہند نرگن وہ نراکار کہتے ہیں صوفیاء اسلام جب ذات واجب الوجود غیب الغیب کو جب علم سے نسبت کرتے ہیں تو علیم کہتے ہیں۔ فقراء ہند اس کو گیان کہتے ہیں۔ اور اسم حی کو جیتے اور قادر کو سامرتے۔ مرید کو سکھ یا شش اور سمیع کو شرونتیا اور بصیر کو درشٹا جب واجب الوجود غیب الغیب کو کلام سے نسبت کرتے ہیں تو صوفیاء کرام کلیم کہتے ہیں۔ اور فقراء ہند اوم۔ یہ اوم اکار۔ اکار مکار کا ساختہ ہے دوسرے عبارت میں اسکو ناد کرتے ہند کہتے ہیں۔ اور ھو کو سو کہتے ہیں۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ کی جگہ اہم برہم ہسمی چونکہ زبان ہندی میں اللہ کے اسم ذات کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اس وجہ سے اللہ کو برہم کے نام سے

پکارا گیا ہے۔ فقرا ہند فرشتوں کو دیو دُوت کہتے ہیں۔ مظہر خدا کو ساکچھات پرماتما کہتے ہیں

اَوتار اَوترَن سے ہے یعنے اُترنا سے ہے۔ جس کو عربی میں نزول کہتے ہیں۔ ہندوؤں

کے پاس وشنو (رحیم) صفت کے دس دفعہ کا نزول ہے اور ایشور (ربّ العالمین

کا نزول (۲۸) دفعہ ہے۔ جب صفات سے اللہ تعالیٰ نزول کرتا ہے تو ذات کے

نزول کو بھی مانا گیا ہے۔ صوفیا کرام ذات کے نزول کو انا بشر مثلکم وہ ذات

وحدت الوجود کو مانتے ہیں۔ اس نزول کو فقرا ہند ساکچھات پرماتما کہتے ہیں۔

فقرا ہند وحی کو آکاش وانی کہتے ہیں۔ وحی کے نزول کے پیشتر جو آواز جرس اور

آواز زنبوراں ہے اس کو جھنکار اور اونکار کہتے ہیں۔ فقرا ہند آسمانی کتاب کو

وید اور گیتا کہتے ہیں۔ ان کے پاس پانچ وید اور دو گیتائیں ہیں۔ چار وید۔ رگوید۔

سام وید۔ اتھرن وید۔ یجر وید ان کے پاس موجود ہیں۔ پانچویں وید کی نسبت پرنو کہتے

ہیں کہ وہ نازل ہونیوالا ہے۔ پرنو کے لفظی معنیٰ پڑھنے کے ہیں جس کو قرآن عربی زبان میں

کہتے ہیں۔ حوران جنت دیوتیاں۔ دیب دیو جن کو رکاس کہتے ہیں۔ اور شیطان کو

پشاچی۔ آدمی کو پرنس ۔ ولی کو شرن، رشی دمنی کہتے ہیں۔ نبی کو مھا ۔ سہ پردادی

اور بعض دفعہ نبی کو اوتار بھی کہتے ہیں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
ہندوؤں کی مستند کتب مثلاً بھاوگت پران کلکی پران اور بھوشیہ پران میں واضح اور بلا تاویل
سیکڑوں پیشینگوئیاں ہیں۔ آپ کی ذات کی نسبت بھی اوتار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے
دو گیتاؤں میں پہلی گیتا جو ہے وہ شیو گیتا ہے جو سری رام جی پر نازل ہوئی اس کے
دیباچہ میں لکھا ہے کہ کلام کے نزول کے پیشتر گھنٹیوں کی آواز آئی چاند کی روشنی کی
طرح نور ظاہر ہوا اس نور میں بیل پر ایشور سامنے آیا اور دوسری گیتا بھگوت
گیتا ہے۔ جو سری کرشن جی پر نازل ہوئی اس کتاب میں سچی کلام کا ڈھب ہے

سری رام جی سے جو کلام ہوا ہے وہ مخاطبت والا ہے وہ اس طرح ہے مثلاً

وید کی آیات سے ہم نہیں ملتے۔ نہ شرع کی
پابندی ہم ملتے ہیں اور نہ اصل بچھ سے۔
دھیان کیا تو جو ہمارا ذکر کرتا ہے ہمیشہ
ہم اس کا ذکر کرتے ہیں۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بھگوت گیتا کا کلام خود ہی کا ہے لینے میں کا لفظ ہے۔ اسمیں مخاطبت نہیں ہے مثلاً۔

جب کبھی دین میں خرابی پیدا ہوتی ہے
اے بھارت (اے ارجن)
تو اس وقت دین کے استحکام کے لئے
کسی روحانی انسان میں میں
آتا ہوں۔

యదా యదా హి ధర్మస్య
గ్లానిర్భవతి భారత
అభ్యుత్థానమధర్మస్య
తదాత్మానం సృజామ్య
హమ్ ॥

چار وید برہم کے منہ سے نکلنے کے فقرا ہند قائل ہیں ایشور جو ہے وہ ربّ العالمین ہے ربّ العالمین کیطرف سے نازل ہونیوالی کتاب کے نسبت پرنو وید کا ان کے پاس انتظار ہے یعنے وہ کہتے ہیں کہ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ کہنے والی کتاب ہونا چاہئے فقرا اسلام قرآن کریم کی نسبت ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ربّ العالمین کیطرف سے نازل شدہ۔

آیۃ کریمہ

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ | اور ضرور وہ (قرآن کریم) نزول شدہ ہے ربّ العالمین کیطرف سے

اس طرح ثابت ہوا کہ ویدوں میں پرنو وید قرآن کریم اور گیتاؤں میں ایشور گیتا قرآن کریم یعنے دین اسلام دنیا میں آکر فقرا ہند کے یہ دونوں انتظار ختم کردے

در بیان نبوت و ولایت

وحی تین قسم کی ہیں ۔ پہلی مکالمہ مخاطبہ دوسری قسم غیب سے آواز کا سننا خواہ ایک لفظ ہو یا جملہ ہو کسی بزرگ کی زبانی سنے یا دیوار یا کسی چیز پر لکھا ہوا نظر آئے۔ تیسری قسم جبرئیلؑ کا نزول ہے وحی جو جبرئیلؑ کے ذریعہ سے نازل ہوتی ہے وہ وحی جلی کہلاتی ہے اس میں شریعت کے نزول کی خصوصیت ہے۔

آیۂ کریمہ

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝	نہیں سزاوار کسی آدمی کو کہ بات کرے اس سے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے ۔ یا بھیجے فرشتہ پیغام لانیوالا پس اس وحی میں بتادے اپنے حکم سے جو وہ چاہتا ہے ۔

وحی نبوت جامع رویائے صالحہ مکاشفات وحی مکالمت و مخاطبت یعنے نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی نبوت نازل ہو اور وحی ولایت بھی یعنے اس پر وحی جلی اور وحی خفی دونوں نازل ہوں۔

وحی ولایت یا وحی خفی جس کو احادیث شریف والی وحی کہتے ہیں وہ وحی اولیاء اللہ پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں صرف بشارتیں رہتی ہیں خواہ قوم کیلئے ہوں یا اپنی ذات کے لیئے

حدیث شریف

لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ | اب نبوت سے کچھ باقی نہیں ہاں صرف بشارتیں باقی ہیں

یہ دونوں وحیاں اپنی اندر جلال اور جمال رکھتی ہیں جس کو تنزیہ اور تشبیہ کہتے ہیں۔

نوحؑ پر جب تنزیہ نبوت آئی وحی نبوت میں جلال کا کلام نازل ہوا قوم نے بوجہ تنزیہ سخت مخالفت کی آپ نے جلال میں آکر دعا کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا۔ اے رب میرے کافروں کو زمین پر چلنے پھرنے مت چھوڑ سب کو برباد کردے۔ جب اولیاء اللہ بھی جلال میں آتے ہیں تو اپنے مخالفوں کو ڈبا مارتے ہیں۔

ایسے اولیاء اللہ جلال والے نبیوں کے مثیل ہوتے ہیں۔ طریقت میں ایسے پیغمبر نوح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام وغیرہ ہیں۔ اس اُمت کے اولیاء اللہ کو ان کے مثیل دیکھنا چاہو تو قرن اُولیٰ میں حضرت عمرؓ کو دیکھو حدیث میں ہے مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی نُوْحٍ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عُمَرَؓ۔ حدیثوں میں حضرت عمرؓ کو مماثلت انبیاء میں موسیٰ علیہ السلام کے مثیل بھی کہا گیا ہے

اور طلب جبرئیل سے تعبیر کی گئی یہی وجہ تھی کہ یہ جلالی نبی نے اللہ تعالیٰ کو ایک درخت

پر آتش کی صورت میں دیکھا جب وہ جلال والا کوہ طور پر ظاہر ہوا اس کو جلا دیا۔

آپ کے الفاظ ہیں۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ چونکہ یہ تنزیہ نبوت تھی اس وجہ سے قوم

نے قبول نہیں کی آپ نے بتعالیٰ قوم چالیس سال تک پہاڑوں میں حیران و سرگردان

رہ کر تباہ ہو گئی۔ آپ کی وحی میں بھی جمال انانیت ہے۔ جو لوگ تنزیہ سے ڈر گئے لازمی

بات تھی کہ وہ تشبیہ کی خواہش کرے اور اسی میں اپنی زندگی گذارنا چاہا اس وجہ سے

وہ لوگ دنیا کی خوبصورت اور مرغوب چیزوں پر مرے رہے اور لہو لعب میں زندگی

گذار دی کہ یہ قوم توحید پر قائم رہی کیونکہ وہ تنزیہ نبوت والے نبی کی امت کہلاتے تھے

عیسیٰ علیہ السلام کی امت تشبیہ نبوت یعنی جمالی نبوت کی پیروی کیلئے راضی ہو گئی اور جلالی

سے دوری اختیار کی نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا بنا لیا اور خود لہو لعب

میں مبتلا ہو گئے شرک کا دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح تشبیہ ولایت والے بھی آرام وچین

کی زندگی بسر کرنے کو پسند کرتے ہیں۔ ہر مرغوب و خوبصورت چیز کو پسند کرتے ہیں۔ اور دنیا

کے رنگ و رنگ میں ناچ گانے میں مبتلا ہوئے ہیں۔ نبوت تنزیہ سے یہ مراد نہیں کہ اس

میں تشبیہ نہیں ہوتی ضرور رہتی ہے۔ البتہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی شخصیت میں تنزیہ عنصر غالب رہتا ہے اور نبوّت یا ولایت تشبیہ سے یہ مراد نہیں کہ اس میں تنزیہ نبوت یا ولایت نہیں رہتی بلکہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسی شخصیت میں تشبیہ عنصر غالب رہتا ہے۔ اس مسئلہ کو فقراء ہند گن پردھانی کہتے ہیں۔ مثلاً وشنو کے دس اوتاروں میں جو تشبیہ نبوتیں ہیں ان میں جمال کا عنصر غالب تھا۔ اور شیو کے اٹھائیس اوتاروں میں جلال کا عنصر غالب تھا۔ صفات اللہ میں قہار اور جبار تنزیہ ہیں اور رؤف اور رحیم تشبیہ ہیں۔ اس کا تعلق سمیع اور بصیر سے ہے۔ بصارت جہاں آگ کا مقام ہے وہ جلال ہے اور سماعت جہاں خلا کا مقام ہے۔ نبی میں اور ہر ہادی قوم میں یہ دونوں صفتیں کم زیادہ پائی جاتی ہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ذات کے مظہر ہیں آپ میں ان دونوں صفتوں کا پورے کمال کیساتھ رہنا ضروری ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یعنے میرے مثل کے برابر کوئی چیز نہیں ہے وہی کامل سمیع اور بصیر ہے۔ آپ کے کامل متبعین کو بھی یہ فیض حاصل ہے۔ اسی نمونہ پر جو صحابہ کرامؓ کو حاصل تھا۔ کوئی انسان مثیل محمدؐ نہیں

سکتا۔ جیسا اللہ ایک ہے اس کا کوئی مثیل نہیں اسی طرح رحمۃ اللعالمین ایک ہیں۔
آپؐ کا کوئی مثیل نہیں ہو سکتا۔ آپ میں نبوتوں کی جامعیت ہے۔ ہر نبوت کا آپ
کی ذات میں خاتمہ ہے۔ اس ختمیت نے بندہ سازی اور بندہ نوازی کی جیسا اللہ اپنی
صفتوں کے ساتھ کامل طور پر مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کی کرسی زمین و آسمان
میں پھیلی ہے۔ اسی طرح ذات ختمیت مآب کی نبوت تنزیہ اور تشبیہ مشرق اور مغرب
کی وارث ہے۔ نکتہ احدیت میں آکر کل افلاک کی محیط ہے۔ جیسا اللہ ھُوَ الْاَوَّلُ وَ
ھُوَ الْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ ہے اسی طرح آپ کا وجود لا شرقیہ
و لا غربیہ ہے۔ ذات اللہ کے مظہر اتم کا کامل پیرو کامل وحدت رکھتا ہے۔
انبیاء کی طرح مختص بالقوم و مختص بالوقت والی کیفیت اس تنزیہ اور تشبیہ میں نہیں رہتی
سراج منیر میں فنا ہو کر تمام جہاں کو روشن کرتا ہے۔ طبقہ اولین میں جو کامل اولیاء
نبوت تنزیہ اور تشبیہ سے معمور تھے وہ یہ ہیں۔

ابو بکر و عمر و عثمان و مرتضیٰ — حسن و حسین عشرہ مبشرہ
اکابر مہاجر و انصار و اصحاب صُفّہ

دربیان جہات దిక్కు

فقراء اسلام شش جہت کے قائل ہیں۔ شرق۔ مغرب۔ شمال۔ جنوب۔ فوق۔ تحت۔

فقراء ہند۔ دس جہت کے قائل ہیں۔ اس کو دش دک کہتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اتر۔ دکھن۔ پورو۔ پچھم۔ وائویا۔ ایشانیہ۔ اگنی۔ نیرتیا۔ اُتے۔ تلے۔

دش دک దశదిక్కు

شمال۔ جنوب۔ مشرق	[illegible]
مغرب۔ (شمال مغرب)	[illegible]
(شمال مشرق)، (جنوب مشرق)	[illegible]
(جنوب مغرب) اوپر۔ نیچے۔	[illegible]

دربیان آسمان ఆకాశం

فقراء ہند آسمان کو گگن کہتے ہیں۔ وہ آٹھ آسمانوں کے قائل ہیں۔ ایک وہ جس پر وہ ہیں۔ سات سیاروں کے راستے سات آسمان ہیں۔

زحل۔ مشتری۔ مریخ۔	[illegible]

شمس - زہرہ - عطارد -	[illegible]
قمر -	[illegible]

اور وہ آسمان جس میں یہ سب سیارے چکر لگا رہے ہیں۔ اس کو آٹھواں آسمان کہتے ہیں۔ حکما، اس کو فلک ہشتم کہتے ہیں۔ اہل شرع کی زبان پر اس آٹھویں آسمان کا نام کرسی ہے۔ فقرا ہند نویں آسمان کو مہا آکاش کہتے ہیں۔ اس وجہ انہوں نے اس کو آسمانوں میں داخل نہیں کیا۔ یہ سب کو گھیرا ہوا ہے۔ یہ سب پر حکمران ہے

فقرا ہند سات دوزخ کے قائل ہیں وہ یہ ہیں۔

ہَاوِیَۃٌ - حُطَمَۃٌ - حَرِیقٌ -	[illegible]
سَعِیرٌ - جَہَنَّمُ - جَحِیمٌ - سِجِّینٌ	[illegible]

فقرا ہند سات جنتوں کے قائل ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

مُقیم - عدن -	[illegible]
نعیم - فردوس -	[illegible]
خلد برین - ماوی	[illegible]

علیین۔ [illegible]

فقراءِ ہند بھی فقراءِ اسلام کیطرح سات آسمانوں کو ہماری زمین ہی کے مانند
مانتے ہیں۔ اور روحانی آسمانیں بھی اسی طرح مانتے ہیں جس طرح فقراءِ اسلام
مانتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں ساتویں آسمان کے اوپر کالپ ورکش ہے۔ یعنے
سِدرۃُ المُنتہیٰ ہے اور اس کے پاس کام دھین یعنے بُراق ہے۔ اور کھشیر
سمندر ہے۔ یعنے دودھ کی نہریں ہیں۔

فقراءِ ہند نے زمین کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جس کو وہ دیپ کہتے ہیں
جانبو دیپ۔ ہندوستان آسام سیام۔ برما۔ ملایا۔ جزائر ہند چین آسٹریلیا۔
کومید ک دیپ۔ چین وجاپان۔ ہیمونڈی کا علاقہ تبت روس جرمن۔
پُشکر دیپ۔ فرانس اسپین۔ پورچگل۔ انگلینڈ۔ اسکاٹ لینڈ۔ آئرلینڈ۔
کُشن دیپ۔ آفریقہ وجزیرہ مڈگاسکر۔ [illegible]
شالمل دیپ۔ عربستان۔ کنعان۔ [illegible]
کرونچ دیپ۔ ترکستان یونان۔ اٹلی۔ [illegible]

شاک دیپ ۔ افغانستان ۔ ایران ۔ بلوچستان ۔ خراسان ۔ شام ۔ عراق ۔ عرب

فقراء ہند جنت کو سرگ کہتے ہیں اور دوزخ کو نرکھ ۔ ان کی تحقیق میں یہہ بات ہے

کہ وہ جس کو برھمانڈ کہتے ہیں اس سے دوزخ اور جنت خارج نہیں ۔ صوفیاء کرام

دوزخ اور جنت کو انسان کے اندر مانتے ہیں ۔

بہشت و دوزخت باتوست درباطن نگرتاتو ۔ سقرہا درجگر یابی جناہا درجنا بینی

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے ۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ	توکیا جانے دوزخ کیا ہے وہ اللہ کی آگ ہے
الْمُوْقَدَةُ ۔ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ	جو بھڑکتی ہے دلوں پر تحقیق وہ آگ ان پر بند کی
اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِیْ عَمَدٍ	ہوئی ہے ۔ لمبے لمبے ستونوں میں (ہاتھ پاؤں
مُّمَدَّدَةٍ ٥	کی انتہا میں)
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا	اور کہا انہوں نے سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے
وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ	سچا کر دکھایا ہم کو وعدہ اپنا اور وارث کیا ہم
مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ	کو زمین کا تو بناتے ہیں ہم جگہ جنت کی جہاں ہم

الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَمَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔	چاہتے ہیں بس بہت اچھا ثواب ہے عمل کرنیوالوں کا اور جس نے اپنی عقل پر بھروسہ کرکے کام کیا اور دنیا کو سیٹا بس وہ دوزخ ہے وہ اس کی پناہ کی جگہ ہے اور جو ڈرا مقام خدا سے اور بچا لیا اپنے نفس کو ہوا سے بس وہ تحقیق جنت ہے وہ اسکی پناہ کی جگہ ہے

قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَرْشُ اللّٰهِ کی حقیقت بھی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہہ کہنا۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُبْصِرُوْنَ اس پر دال ہے۔

صحابہ کرامؓ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ قرآن کریم میں ہے۔ جنت کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت ہے۔ تو دوزخ کھاں ہے آپؐ نے جواب دیا سورج جب ڈوب جاتا ہے تو جہاں اُجالا تھا وہیں اندھیرا ہو جاتا ہے۔

بیان بعث بعد الموت

فقرا ہند بعث بعد الموت کو پتر جنم کہتے ہیں یہی لفظی معنیٰ ہیں۔ یعنے اس جنم کے

بعد اور ایک جنم ہے۔ یعنے اس زندگی کے بعد اور ایک زندگی ہے۔ جو شخص اس دنیا
میں ہی خود پر موت وارد کرے اپنے خواہشات نفسانی سے منہ پھیر لیئے وہ فنا
فی الشیخ ہو جائے یعنے وقت کے ناجی کی راہ میں اپنی ہستی مٹا دے، اس کا تزکیہ نفس
ہوتا اسکو علم قرآن آتا ہے وہ نور کی شعل کے وسیلہ سے چلتا ہے۔ اس طرح اس کو اسی
دنیا میں بعث بعد الموت ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہتا ہے کیونکہ انسان پر
ایک موت آتی ہے دوبارہ موت نہیں آتی۔ فقراء ہند اس کو نروان بھی کہتے ہیں۔
جس قوم سے روحانیت سلب ہو جائے وہ قوم مادہ پر موت وارد کر کے عذاب
الیم میں مبتلا ہوتی ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
پر ریبہ عمل کرتی ہے اور قبر میں زندہ کو سلا کر قُمْ باذن اللہ کہکر اٹھاتی ہے اور کوئی
قوم زندہ درگور ہونیکو اس حکم کی تعمیل سمجھتی ہے۔

آیہ کریمہ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ	جو شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے اس کو مردہ مت بولو
اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ o	بلکہ وہ زندہ ہے اور لیکن تم سمجھ نہیں سکتے۔

پُنر جنم کے متعلق فقرا ہند اس طرح کہتے ہیں جన్మయోని సహస్రాణి

چوراسی یا ہزار باشر مگا ہوتے جائیں پیدا ہوکر	భూత్వా పశ్చాన్మనుష్యతాం
آخر صورت انسان اختیار کرتی ہیں وہ پہلا	తి. అంత్యజత్వం శతం శూద్ర
انسان چنڈال کہلاتا ہے۔ یہہ جب سو جنم	త్వం పంచవింశతిః
پار کرتا ہے تو شودر بنکر آتا ہے۔ اسکے بعد (۲۵) جنم پار	తద్వైశ్యత్వం షోడశో రాజ
کرکے ویش کے جنم میں آتا ہے اور ویش (۱۶) جنم پار	త్వం నవ విద్ధి ఆయి
کرکے چھتری کے جنم میں آتا ہے۔ اور وہ چھتری نو جنم	త్వ ద్విజత్వం చ భక్తత్వ
پار کرکے برہمن بنتا ہے۔	భక్తత్వస్త్రిర్జాణా
اور برہمن آٹھ جنم پار کرکے بھگت بنتا ہے	జంగమః:
بھگت تین جنم پار کرکے جنگم بنتا ہے۔ جنگم	జంగమో
رُدر کا روپ ہے اس کو پُنر جنم	రుద్రరూపంతో
نہیں ہوتا (جنگم کو جنگم کہتے ہیں وہ شلم ہے)	పునర్జన్మ న విద్యతే.

فقرا ہند کا یہ مسئلہ کہ دوزخی اور جنتی اس برہمانڈ سے الگ نہیں رہتے یعنے ان کا وجود

اور دوزخ وجنت کا وجود اور زمین وآسمان کا وجود لازم وملزوم اشیا ہیں۔ فقرا ا
اسلام کے پاس بھی یہی بات ہے۔ ہندو فقرا اس طرح کہتے ہیں۔ ویمنا کا قول ہے

پیشینگوئیوں کو جھوٹ کہنے والوں کو چاند اور سورج رہے تک دوزخ سے چھٹکارہ نہیں ہوگا۔	[illegible]

اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چاند اور سورج کا جو زمین اور آسمان کے قیام کا باعث ہیں وہ بھی رہیں گے اور دوزخی اور جنتی بھی رہینگے۔ یعنی جب تک
زمین اور آسمانوں کا وجود ہے ایسے
گنہگاروں کا ٹھکانہ دوزخ
رہے گا اس لحاظ سے برہمانڈ
کے اندر ہی انکی دوزخ
اور جنت ہے
نقرا اسلام اس مسئلہ کو اس طرح دیکھتے ہیں

آیہ کریمہ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ؕ	پس جو لوگ بدبخت ہوئے آگ میں ہونگے انمیں ان کیلئے چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ وہ رہیں گے اسمیں جب تک قائم رہے آسمان زمین سوا اس کے جو چاہے تیرا رب یقیناً تیرا رب کر گزرنے والا ہے جو وہ ارادہ کرتا ہے اور جو لوگ نیک بخت ثابت ہوئے وہ جنت میں رہیں گے وہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے اس میں جب تک ہیں آسمان میں اور زمین میں سوائے اس کے جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا۔

دربیان قیامت ۔ ملاحظہ

نفرار ہند قیامت کو پرلے کہتے ہیں۔ اور قیامت کبری مہا پرلے۔ قیامت اس وقت آتی ہے جب زمین پر گناہوں کا بوجھ زیادہ ہو جاتا ہے اس وقت زمین

کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی اوتار کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ کوئی انسان خدا کے پاس وسیلہ نہ لیجائے گناہوں سے بچ نہیں سکتا اسی طرح قیامت کا عذاب اس سے ٹل نہیں سکتا۔ اس مضمون کو سری کرشن جی نے اس طرح کہا ہے۔

یదా యదా హి ధర్మస్య	جب کبھی دین کی تباہی ہوگی
గ్లానిర్భవతి భారత	اے بھارت اس وقت میں
అభ్యుత్థానమధర్మస్య	دھرم کی تکمیل کے لئے
తదాత్మానం సృజామ్యహం	کسی انسان کی شکل میں ظاہر ہو

آیۂ کریمہ

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا	جب تک ہم رسول کو دنیا میں کھڑا نہیں کرتے
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَ	تب تک [illegible] جو ایمان لائے مسلمان [illegible] اللہ تعالیٰ نے
عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ	خلیفہ فی الارض بنانے کا وعدہ کیا جیسے پہلے ایماندار
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ	[illegible] اور عمل صالح کرنے والوں کو اسی طرح جس طرح ان
لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ	[illegible] دین جو ان کیلئے پسند کیا ہے وہ دین جس [illegible]

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا | تمہارے لئے امنی ہوا اور یہ خوف کے بعد انکو امن سے بدلنا چاہتا ہے

قیامت کا برپا ہونا اور اس کے علاج کے متعلق فقراء ہند اور صوفیاء کرام کے

اعتقادات میں قابل ذکر یہ بات ہے کہ .... قیامت جب قائم ہوگی

تمکین دین کے لئے کوئی نہ کوئی انسان اوتار کی شکل میں کھڑا ہوگا مگر اُن کے پاس

یہ نہیں تھا یا الہا کہ وہ ان کی ذات دین و مذہب سے کھڑا ہوگا۔ مگر جب اسلام

نے معصیت کے زمانہ میں زمین سے کنارہ ہوا کا بوجہ دور کرنیکے لئے ضرور کسی نہ کسی

انسان کا کھڑا ہونا بتایا ہے مگر وہ منکم کا لفظ استعمال کرکے مسئلہ صاف کر دیا ہے کہ وہ

ہادی یا قیامت کا مالک مسلمان ہوگا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ فقراء ہند وشنو کے

دس اوتار مانتے ہیں۔ اور وشنو کے اٹھائیس اوتار اس محدودیت نے ثابت کر دیا کہ

ان کے دین میں ایک وقت اوتاروں کا ظہور ختم ہو جائے گا۔ اس وجہ سے سری کرشن جی

نے کہا کہ ۔ چون بنیاد دین سست گرد و بہ بنمائیم خود را تسکلے کسے

یہ نہیں کہا کہ وہ اوتار ہندو مذہب کا ہوگا۔ یہی حال ایشوراوتاروں کا ہے۔ اس

سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اقوام ہند یا اقوام عالم اس دین میں ایک دن داخل ہو

جائیں گے جس دین میں قیامت کے مالکوں کے یا تکمیل دین کرنیوالے خلفا رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے آمد آمد کا ذکر ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا لَہٗ نَظِیْرٌ مِنْ اُمَّتِیْ یعنے اقوام عالم کے کل انبیاء میری امت میں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے بصورت محدثؔ یا مجددؔ یا امامؔ مبعوث ہوتے رہیں گے۔ اور اس امر کے ثبوت میں تیرہ سو سال سے ہر وقت اس امت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی نہ کوئی انسان مکالمہ رب العزت سے مشرف ہو کر کھڑا ہوتا رہا اور دوسری طرف اقوام عالم کے میدان خالی نظر آتے ہیں۔ اور سری کرشن جی کا یہ کہنا کہ ہر قیامت میں میں آؤنگا اور قرآن کریم کی بشارت کہ مسیح قیامت کا نشان ہے۔ اس کی عبارت صورت مسلم میں ظاہر ہو گی۔

فقرا رہند صفت رحمانیت کو برہم کہتے ہیں۔ اور صفت رحیمیت کو وشنو اور صفت مالکیت کو رُدّر یا شیوا۔ فقرا رہند رحمت للعالمین کو صفت رب العالمین کا مظہر ایشور اوتار کہتے ہیں۔ وشنو چونکہ رحیم کا مظہر ہے اس لحاظ سے وہ مسیح ہے۔ کرشن جی جو مسیح قوم ہنود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر قیامت میں بطور نشان قیامت میں آؤں گا۔

فقراء ہند کے پاس مریم ریتو کا ہے جس طرح بی بی مریم میں نفخ روح ہوئی تھی۔
جس سے مسیح پیدا ہوئے۔ فقراء ہند بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
اپنی وحی سے ریتو کا بانی کا حمل قرار دیا۔ وہ شلوک یہ ہے۔

جب اللہ نے ریتو کا کے رحم میں وحی کی پھونک	[illegible]
ماری بی بی ریتو کا کا حمل ٹھہرا	[illegible]

مسیح کے قیامت کا نشان ہونیکے متعلق قرآن کریم اس طرح کہتا ہے۔ [illegible]

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ٥	اور وہ (مسیح) قیامت کا یقیناً نشان ہے اس کے بارے میں ہرگز جھگڑا نہ کرو اور میری اتباع کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

حدیث شریف

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيْكُمْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (بخاری)	کیا حال ہوگا تمہارا (قیامت رہیگی) جب تم میں عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا اور وہ تم مسلمانوں سے ہونگے اور وہ تمہارے امام ہونگے۔

کلام اللہ اور بشارات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ خواہ کسی قوم میں مسیح کی بشارت ہو وہ مسیح مسلمانوں میں ہی پیدا ہوگا وہ مسلمانوں کے امام کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اور قیامت کے بعد جب حشر ہوگا۔ اس کے متعلق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یحشر النّاس علیٰ قدمی جہاں تک انسان ہیں وہاں تک جب کبھی حشر ہوگا ان سب کو میرے قدموں پر کھڑے رہنا ہوگا۔ اور آپ نے اقوام عالم کے انبیاء کے نسبت فرمایا یومئذٍ کُلُّ اَنْبِیَاءُ تَحْتَ لِوَائی حشر کے دن کل انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے پناہ لیں گے الحمد للہ ما اعظم شانہ

فقرا ہند نے چار یوگ ہیں اور ہر یوگ کے آخیر میں قیامت آتی ہے اور یہہ بھی ان کی تحقیق ہے کہ ان چار یوگوں میں سے یوگ جو ست قائم رہے والا زمانہ ہے متعدد دفعہ آیا ہے۔ ان کے چار یوگ یہہ ہیں۔

کرتا یوگ۔ جس کی مدت سترہ لاکھ برس ہے (۱۷۰۰۰۰۰) ہے۔

ترتا یوگ جس کی مدت بارہ لاکھ برس ہے (۱۲۰۰۰۰۰) ہے

دواپار یوگ۔ جس کی مدت آٹھ لاکھ برس ہے (۸۰۰۰۰۰) ہے۔

کلیوگ جس کی مدت چار لاکھ بتیس ہزار برس ہے۔ (۴۳۲۰۰۰) سب ہے بقرار ہنود کے پاس یہہ چار یوگ اب تک بیس دفعہ گذر چکے ہیں اس حساب سے اس دنیا کی مدت ان کے پاس اب تک (۸۶۴۰۰۰۰۰) چھیاسی کروڑ تریسٹھ لاکھ پینتالیس ہزار چھیاسٹھ برس کی گذر چکی ہے۔

ہر قیامت کے لوازمات سے دو صور بھی ہیں اس کو قرآن کریم اس طرح فرماتا ہے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔	اور صور پھونکا جائے گا۔ پس بیہوش ہو جائینگے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اس کے جو چاہا اللہ۔

یعنے جماعت عارفوں کے سوائے سب بیہوش ہو جائینگے۔ اس کی تفسیر ہیں دوسری جگہ ہے

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝	اور تو دیکھیگا لوگوں کو نشے میں اور نشے میں نہیں رہینگے بلکہ ان پر اللہ کا عذاب ہوگا۔

مخلوق اللہ کو چھوڑ کر دنیا کے [illegible] میں سخت تہلکہ رہیں گی۔ یہ زمانہ مسیح کے ظہور کا سے پہلے [illegible] کی حقیقت کا نشان ہوگا قوم یاجوج ماجوج اپنے [illegible] کے ظلم [illegible]

مختال اور فخور بنکر اپنی تہذیب پر اتراتی رہے گی۔ اس کا نشہ سب کو چڑھے گا یہ وہ زہر ہوگا جو موت کا مترادف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کی نسبت اس طرح فرماتا ہے۔

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ	ان اقوام کی آنکھیں میری ذکر سے غافل ہیں
وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا	وہ معارف کی باتیں سننا ہی نہیں چاہتیں۔

یہ وہ قوم ہے جس کی نسبت آج سے تین ہزار سال پیشتر رعایائے سکندر ذوالقرنین نے کہا تھا اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ یہ وہ مخلوق ہے جو خدا کے کلام کو سننا بھی نہیں چاہتی۔ وہ دنیا میں اس قدر منہمک رہے گی۔ اپنی زندگی سے کوئی وقت دین کے لئے نہیں دے گی ان کی اس انہماک کے نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	ان لوگوں کی تمام کوشش حیات دنیا کیلئے ہوگی
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا	اور گھمنڈ میں رہیں گے کہ وہ بہتر سے بہتر صنعتی کارخانے ایجاد کر سکتے ہیں۔

ان کی یہہ صنعتی کارخانوں کی دولت آپس میں لڑائے گی وہ کل جہنم رسید ہوجائینگے

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا۔	اور چھوڑیں گے ہم ان کو موجوں کیطرح ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے ہوئے اور صور پھوکا جائے گا اور ہم ان کو جمع کریں گے اور پیش کریں گے اس دن جہنم کافروں کے لئے ۔

اس دوسرے صور کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ٥	دوسرا صور پھوکا جائے گا اس وقت وہ کھڑے ہوئے دیکھتے ہونگے اور زمین اس کے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور کتاب رکھی جائے گی اور انبیا و شہدا بلائے جائینگے اور درمیان انکے بالحق فیصلہ ہوگا اور وہ کوئی ظلم نہیں کئے جائینگے

یہہ دو صور الگ الگ کیفیتیں رکھتے ہیں۔ عام اصطلاح میں جو بات ہے وہی صور کی بات ہے۔ یعنے ایک ہوا وحدیت کی پٹے گی وہ پہلا صور ہے دوسری ہوا روحانیت

کی چلیگی۔ پہیلی ہوا میں جب مادّہ کا زور ہو گا مسلمانوں پر مُردنی چھائی ہو گی اور
دوسری ہوا جو چلیگی وہ مسلمانوں کے زندگی کی ہوا ہو گی آثار قیامت میں ایک
علامت یہ بھی ہے کہ سورج مغرب سے نکلیگا اور نصف النّہار پر آکر واپس مغرب کے طرف
ہی جا ڈوبیگا۔ تثلیثی دین حکومت مغربی دنیا کے سہارے کمال عروج پر آیا ہے۔
ایک صد سال کے دور کے بعد واپس اُدہر ہی جا کر ڈوب جائے گا۔ قیامت کی دوسری
بڑی علامت دجال کا خروج حدیثوں میں بعض جگہ دجال فردِ واحد بھی بتایا گیا ہے
اور دَجَّالُ رِجَالُ بھی آیا ہے۔ ان کی صفت میں یَلْبِسُوْنَ جُلُودَ الضَّاْن
وَقُلُوبُهُمْ كَقَلْبِ الذِّئب ہے یعنے ان کا لباس بکرے کے چمڑے کا ہو گا
اور دل بھیڑیئے کے ہونگے وہ سخت طاغی جماعت ہے۔ اپنا ہم رنگ بنانے کیلئے
یہ جماعت لوگوں کو روٹیاں دیکر خوبصورت عورتیں دیکر دنیا کا آرام دیکر پھانسیگی
ان کی سواری گدہے کی آواز والی ہو گی ایک ماہ کا راستہ ایک دن میں طے ہو گا
وہ گدہا آگ اور پانی کھائے گا۔ وہ تمام دنیا کی سیر کریگا مکہ معظمہ نہیں جائے گا۔
اس کے آگے اور پیچھے چنگاریاں اُڑینگی ۔۔ دو منزل پر ایک سم رکھے گا۔ اس کے

دونوں کانوں کے درمیاں ستر باد ام۔ اسی بام۔ نود بام کا فاصلہ ہوگا۔ مسافروں کو اپنے پیٹ میں ڈال لیکر جائے گا۔ اِس جماعتِ فتنہ باز اور ان کی سواری کی نسبت فقرا ہند اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کرودھن نام سونچر میں اس دور بجٹر میں ۱۸۴۴ء میں گذر گیا	క్రోధన నామ సంవత్సర
آگ اور پانی کو ایک جگہ بند کرنیوالے	ద్దు జలస్తంభన అగ్ని
اور دس مونڈھے والے	స్తంభన హాటువకరు హత్తు
دور سے دیکھنے والے دور سے	ముఖదవరు. దూరదృష్టి
سننے والے ہتھیلی میں آنکھ رکھنے والے	దూరశ్రోత్రము అంగ్రము
آینگے (انجن لگانے والے) آئیں گے	ల్లోకం ఇదువరు బం.దా
تم ان پر ایمان مت لاؤ۔	రు నంబరాగాదు.

دجال کی سواری کے نسبت ان کی شاستروں میں لکھا ہے۔ عورت کی حکومت ہوگی اس زمانہ میں ایک سواری نکلیگی کالا رتھ رہیگا اس کے پیچھے بہت سے ڈبّے لگے ہوئے ہونگے۔ وہ اس طرح چلیگا جس طرح چھچھوندر اپنے پیچھے ایک دوسری

کی دم پکڑائے ہوئے چلتے ہیں۔

دجّال کی پیشانی پر کاف فے رے (ک۔ف۔ر) کفر لکھا ہوا ہوگا۔ اس کو غیر مومن پڑھ نہ سکیگا۔ صرف مومن پڑھے گا۔ اس سے مسئلہ صاف ہوتا ہے کہ وہ حروف نہیں رہیں گے بلکہ کوئی علامت ہوگی جس سے دجّال کی شناخت ہوگی۔ وہ علامت پیشانی پر ہوگی۔ نقرار ہند نے اس کو اس طرح لکھا ہے۔

بات بات پر تار کریں گے راستہ	[illegible]
راستہ پر پتھر گاڑیں گے۔ یہ بندر کی	[illegible]
صورت والے رہیں گے لنگ کے نمونہ	[illegible]
کی ٹوپی پہننے والے ہونگے ان کے زمانہ میں دنیا	[illegible]
کھیل میں رہے گی دیکھو کالناں ان.	[illegible]

مغربی تہذیب میں پیشانی پر علامت عام ہے۔ بلکہ بلا استثنےٰ ہے۔ وہ یہ کہ ہر ایک مغربی تہذیب والے کے سر پر پیشانی سے باہر نکلی ہوئی چھجہ والی ٹوپی اور پیشانی کے اوپر کے بال ہیں جس کو کراپ کہتے ہیں۔ ان کی تہذیب کے برعکس

جس نے اپنی وضع قطع کر لی اور زندگی کا طرز الگ کر لیا وہ نجات پا گیا باقی
سب مفتوں ہیں۔ ایسے زمانہ میں مسیح کا نزول ہوگا۔ اس کے بال سیدھے رہیں گے
اور آنکھ کے پوپٹے ابھرے ہوئے رہیں گے اور رنگ گندمی ہوگا۔ وہ لباس ایسا
پہنیگا کہ گویا وہ حمام سے نکلا ہے۔ وہ کسر صلیب کرے گا۔ اور قتل خنزیر کرے گا۔
اعتقادات نصاریٰ کو بے نور کرے گا اور دیّوث صفت قوم کے سردار کو قتل
کرے گا۔ مسیح اپنی ذات کے ظہور سے دنیا کو قیامت کا یقین دلائے گا۔ اس کے
بعد یاجوج ماجوج کی قیامت برپا کرنیوالی لڑائیاں ہونگی اس طرح وہ دجال
اور اس کے ساتھیوں کی تباہی ہوگی۔ اس وقت مھدی کا ظہور ہوگا۔ زمین ظلم
وجور سے بھری ہوئی ہوگی وہ جہاد قائم کر کے اسلام کو دوبارہ دنیا میں چمکائے گا اور
زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے بعد حشر قائم ہوگا۔ حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یُحْشَرُوْنَ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِی۔ انسانوں
کا حشر میرے قدم پر ہوگا۔ یَوْمَئِذٍ کُلُّ الْاَنْبِیَاءِ تَحْتَ لِوَائِیْ اس دن کل انبیاء
میرے جھنڈے کے نیچے پناہ لیں گے۔ اس کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے۔

يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰؤُلَاءِ۔	حشر کے دن ہر اُمّت سے ان کے نفوس سے ایک ایک شہید کھڑا کریں گے اور اس وقت (اے محمدؐ) ہم تجھکو ان سب کا شہید (امام) بنا کر کھڑا کرینگے

حشر اجساد ہے جدسے سب رہیں گے۔ اس حشر کے متعلق فقرا اسلام اس طرح بیان کرتے ہیں سب سے اوّل حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے اُٹھیں گے آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور آپ کے بعد حضرت عمر رضؓ۔ آپ کے بعد حضرت عثمان رضؓ اور آپ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے بعد تمام انبیاء اور کُل مخلوق ہر انسان بغیر ختنہ کے اُٹھیگا ایک کپڑا ہوگا اور ہر مومن کی قبر پر ایک ایک بُرّاق رہے گی۔ اُمم اقوامِ عالم پریشان رہے گی اور اپنے اپنے نبیوں سے درخواست نجات کرے گی وہ نفسی نفسی کہیں گے۔ وہ خود اپنی پناہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ڈھونڈیں گے اس طرح تمام انسانوں کا حشر حضور رحمۃ للعالمین کے قدموں پہ ہوگا۔ اس زمانہ میں حضور رحمۃ للعالمین دوزخ کے دروازہ پر رہیں گے۔ جب کبھی مسلمانوں کی جماعت کافروں اور مشرکوں کے ساتھ

دوزخ میں داخل ہوتی رہے گی ان سب سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے

کیا تم کلمہ طیبہ نہیں پڑھتے تھے وہ کہینگے ہاں ہم آپ کے کلمہ گو ہیں آپ فرمائیں گے

ایسی صورت میں تم لوگ دوزخ میں جا نہیں سکتے ان سب کو اور دوسرے مسلمانوں

کو ساتھ لیکر آپ حوض کوثر پر آئیں گے۔ آپ کوثر کے پیالے بھر بھر کے دیں گے اور

حضرت علیؓ مسلمانوں کو پلائیں گے۔ یعنے حشر کے دن سب مخلوق حتیٰ کہ انبیاء

علیہم السلام خود نفسی نفسی کہیں گے اس وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ایک فرد واحد رہیں گے جو اُمتی اُمتی کہیں گے۔ فیصلہ یہ ہوگا۔

وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِاءَ ى بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔	اور کتاب رکھی جائے گی حق کیساتھ اور بلایا جائیگا نبیوں کو اور شہداء کو اور فیصلہ کیا جائیگا حق حق ان کے درمیان ظلم نہیں کئے جائینگے۔

یہ آیتہ ظاہر کر رہی ہے کہ حشر کے دن تمام انبیاء زیر لواء حضور سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم جمع رہیں گے اور یہ قرآن کریم بطور حجت کے مخلوق کے سامنے رکھا جائیگا

اور اس میں حق حق فیصلہ ہوگا۔ کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ آخری رحمت کا سامان ہوگا۔

میدان حشر میں پل صراط اور میزان بھی رکھے جائیں گے۔ پل صراط پر سے وہ لوگ آسانی سے گذریں گے۔ جنہوں نے جانوروں کی قربانیاں کی ہیں۔ وہ پل صراط بال سے باریک تلوار سے تیز رہے گا۔ وہ جانور جن کو انسان نے اس دنیا میں اللہ کی راہ میں قربانی کی ہے وہ انکو پیٹھ پر لیکر گذر جائے گا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ	قریب میں دکھاتے ہیں ہم انکو ہمارے نشانات آفاق میں اور انکے نفسوں میں یہاں تک کہ ان کے لئے کھلا ہوجائیگا کہ وہ حق ہے کیا تیرا رب کافی نہیں ہے کہ وہ تحقیق ہر چیز پر شاہد ہے۔ ہوشیار ہوجاؤ ضرور وہ شک میں ہیں اپنے رب کی لقا سے وہ ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اے انسان کیا تو خود کو ایک جرم صغیر سمجھا ہوا ہے حالانکہ تیرے اندر عالم کبیر چھپا ہوا ہے۔ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ یہ عالم کبیر جو بپراگندہ منتشر جز اجزا پھیلا ہوا پڑا ہوا ہے وہ عبارت ہے عالم صغیر

کی وہ تفصیل ہے اس وحدت کی جس مرکز پر زمین و آسمان کی ہر چیز
آئینے لیئے ہے۔ اللہ تعالیٰ جب تمام کو جمع کیا اس ارادہ سے کہ اس میں
خود جلوہ گر ہو وہ ضرور کائنات میں جلوہ گر ہے۔ ذات تقسیم تھی صفات
میں جب ذات اپنے تمام صفات کو وحدت میں لاکر ظہور کرنا چاہی
تو وہ انسا کا وجود ظاہر ہوا قلوب المومنین عرش اللہ فِطْرَتَ اللّٰہِ
الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا۔ پہلی نظر میں جانور انسان کو دیکھکر جو گھبراتا ہے یہہ
اس کی نادانی ہے۔ وہ اس کے اندر بیٹھا ہوا ہے مرحلہ اوّل میں دیکھ نہیں
سکتا انسان اس کی نادانی کی حرکت کو درگذر کرکے خداداد علم سے یعنے
اس جانور کا وجود خود علم کا باعث ہو کر اس کی کمزوری سے واقف کراتا
ہے جس پہ قابو پاکر انسان اس کو گرفتار کرتا ہے۔ چند دن کی صحبت میں
اس کو اپنے طرز عمل سے بتاتا ہے۔ کہ اس کا ہم جنس اس کے اندر ہے۔
جب وہ جانور اپنے ہم جنس کو انسان کے اندر دیکھتا ہے تو انست پیدا
کرلیتا ہے۔ یہہ ہے تسخیر کا راز۔ کائنات عالم فطرۃ انسان یعنے روح انسانی

سے بنائی گئی ہے۔ مثال ایسی ہے بیج درخت میں بسر کر کے سر پر ظاہر ہوتا ہے۔ اپنے اندر پورا درخت طاری اور ساری رکھتا ہے۔ حال یہ ہے کہ انسان سے کائنات عالم بنا اور وہ اس میں جذب ہو رہا ہے۔ ظاہرہ تسخیر عالم ارتقار روحانیت کے طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کائنات عالم کی ہر چیز انسان کے فائدہ کیلئے بنی ہے۔ جب انسان کوشش کر کے مخلوقات سے چند مخلوق کو اپنے قبضہ میں لیتا تو ہے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور جس قدر جانور انسان کے قبضہ میں زیادہ رہتے ہیں اسیقدر اسکو زندگی میں آرام دیتے ہیں۔ اور جس قدر جانور انسان کے مطیع اور فرمان بردار رہتے ہیں۔ اسی قدر اس کو آرام ملتا ہے۔ یعنے مسخر ہونا جو جانور کی فطرت میں ہے وہ انسان کیلئے آرام کا مقام ہے۔ اسیطرح جو جان مخلوقات سے انسان کیلئے قربان ہوتی ہے وہ اس کی روح کے لئے مفید ہونا ضروری ہوا۔ تسخیر فطرت میں بھی جانور نادانی سے راضی نہیں تھا۔ انسان نے اسکو مسخر کرلیا وہ اس جانور کے لئے بھی مفید ثابت ہوا اور انسان کے لئے بھی اسی

طرح کوئی جانور انسان کے لئے قربان ہونے یا ذبح ہونے راضی نہیں ہوتا
وہ اسکی نادانی ہے۔ جب انسان اس کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرکے ذبح
کرتا ہے اور گوشت کھاجاتا ہے تو جسم کے لئے گوشت یعنے اس کا مادہ مفید ہوا
اور اسکی روح کے لئے اس کی جان مفید ہوی یعنے وہ جانور ارتقا میں
آیا اگر یہہ قربانی یا ذبیحہ انسان اپنی جان کے لئے نہ کرے بلکہ اللہ کے لئے
کرے وہ گناہوں کے پردہ اٹھانے کیلئے ہمارے راہ جنت میں وہ کام
آتے ہیں ہماری روح کی سواری بنتے ہیں یہی وہ پل صراط کی سواریاں
ہماری جانوریں ہیں جو پل سے پار لیجاتی ہیں۔ جو جسم ہمارے جسم کے لئے مفید
ہے لازمی نتیجہ ہے کہ اس جسم والی جان بھی ہماری جان کے لئے مفید ہو
انسان روئی کے کپڑے سے بال کا کپڑا اپنے جسم کے لئے دیرپا اور مفید دیکھا
ہے۔ بال کے کپڑے سے چمڑے کا کپڑا یا لباس زیادہ دیرپا اور مفید دیکھا ہے
چمڑے کے لباس سے گوشت کھاکر گوشت کو مضبوط کرلے تو انسان اپنی جان
کے لئے زیادہ مفید دیکھتا ہے۔ جب جان کو اپنی جان کے لئے قربان کرتا ہے

تو لازمی بات ہوئی کہ انسان کی جان حیوان کے جان کی فنائیت سے طاقتور ہو جائے۔ جب انسان کسی جان کو اپنی جان کے لئے قربان نہیں کرتا بلکہ اللہ کے لئے قربان کرتا ہے۔ چونکہ اللہ روح رکھتا ہے۔ اس لئے اللہ اس روح سے اس کے ارادہ کی سیڑھی بنا کر اس انسان کے قلب میں جہاں اطمینان ہے داخل ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنا کل ساختہ پرداختہ اس رب ذوالجلال کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ تو اللہ کے لئے اس بندہ کا دل بکلی خالی ہوتا ہے۔ اس بندہ کا ہر کردار و گفتار سو نہار کل اللہ کا ہو جاتا ہے اس طرح ملاءِ اعلیٰ کی باتوں کو بے حجاب سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ عقائد فاسدہ اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ پل صراط سے پار ہو گیا جنت میں داخل ہو گیا۔ ایک انسان نے اللہ کی راہ میں بیوی بچوں کو چھوڑا تو اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔ اگر گھر بار چھوڑا تو اس نے کچھ نہیں چھوڑا اگر کھانا پینا چھوڑا تو اس نے کچھ نہیں چھوڑا انسانِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرکے اپنے عقائد کو چھوڑا تو سب کچھ چھوڑا۔ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ

يَفْعَلُوْنَ کی وعید سے بچ گیا۔ یعنے وہ شخص پُل صراط سے پار ہو گیا۔

حشر کے میدان میں میزان رکھا جائے گا۔ اس میزان کے پلڑوں میں انسان کی نیکی بدی تولی جائے گی۔ اعمال ناموں کے دفاتر ہونگے۔ انسان اپنے اعمال ناموں کو میزان میں تُلتے ہوئے دیکھیگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ یعنے جس شخص نے رائی کے دانہ برابر بھی نیکی کی ہے وہ اسکو دیکھیگا۔ اور جس نے رائی کے دانہ برابر بھی بدی کی ہے وہ اسکو دیکھیگا۔

اس نیک اعمال کے کمی کی بھرتی کسی دوسرے کے اعمال سے نہیں ہوسکیگی يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ یعنے اسدن انسان اپنے بھائی کو دیکھکر بھاگ جائے گا۔ اور ماں اور باپ کو دیکھکر بھاگ جائے گا۔ اور جورو و بچوں کو دیکھکر بھاگ جائے گا۔ اُنمیں سے ہر شخص کو اس دن ایک شغلہ ہوگا جو اسکو کفایت کرے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاِلَيْنَا الْحِسَابُ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حساب کا لینے والا اللہ ہی ہے۔ فقراء ہند پرکے (قیامت) یا حشر کے زمانہ میں یا اس دن اپنے ایشور کو پربھو سینوا اسن پر متمکّن مانتے ہیں۔ یعنے وہ رب ذوالجلال احکم الحاکمین ہوگا عدل کے تخت پر بیٹھیگا۔ اور فقراء ہند

یہہ بھی مانتے ہیں کہ	[illegible]
پربھو را یا ترازو ہاتھ میں پکڑا ہوا	[illegible]
دنیا کے گنہگار یعنے بدکاروں کا نیکوں	[illegible]
کا حساب لینے آئیگا۔	[illegible]

(حشر کا میدان ہوگا)

آیہ کریمہ

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ	رحمٰن نے علم قرآن سکھایا اس نے انسان کو
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ	پیدا کیا اور اسکو بیان سکھایا سورج اور
وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ وَالسَّمَآءَ	چاند حساب سے چل رہے ہیں اور ستارا اور شجر سجدہ

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا
تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ

کر رہے ہیں۔ اس نے آسمان کو رفعت دی اور
میزان رکھا اس میزان میں زیادتی مت کرو اور
انصاف کیساتھ وزن کو ٹھیک کرلو اور تول کو مت گھٹاؤ

قرآن کریم کیساتھ جو میزان نازل ہوا اس کا ذکر سورہ شوریٰ میں اس طرح ہے۔

آیہ کریمہ

اَللّٰهُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
وَالْمِیْزَانَ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ
السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ۝

وہ اللہ ہے جس نے نازل کیا کتاب کو حق
کیساتھ اور میزان کو تو کیا جانے شاید قیامت
قریب ہو۔

سورۂ حدید میں ہر نبی کیساتھ کتاب اور میزان نازل ہونیکا ذکر ہے۔

آیہ کریمہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ
وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ
لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا

تحقیق ہم نے رسولوں کو بھیجا نشانات کیساتھ اور نازل کیا
ان پر کتاب اور میزان تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر اور ہم
نے اتارا لوہا اس میں سخت جنگ ہے اور نفع ہے

اَلْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝	لوگوں کے لئے اور اس سے جاننا چاہتا ہے اللہ کہ کون اس کو مدد کرے گا۔ اور اس کے رسولوں کو غیب سے تحقیق اللہ قوی اور عزیز ہے۔

جاننا چاہیئے کہ یہ میزان فطرت انسان کا توازن قائم کرنیکے لئے ہے۔ جب انسان اپنی فطرت یعنے اپنی تخلیق کی غرض کے خلاف کوئی حرکت کرتا ہے تو اسکو دیکھتا ہے۔ یعنے وہ ضرور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ جو غلو کرکے رہبان بن جاتے ہیں۔ وہ بھی گناہ کرتے ہیں۔ اس میں تکلیف ضرور محسوس کرتے یرا ہٗ یہی بات ہے۔ اور جو انسان خود کو حد سے گرا دیتا ہے وہ بھی تکلیف محسوس کرتا ہے وہ یَرَاہٗ کا مصداق ہوتا ہے۔ اعمال صالحہ عقائد صحیحہ کا ضامن رہے۔ اپنی عقل کے ساختہ قانون پر انسان چلکر کبھی بہبودی یا آرام یا اطمینان حاصل نہ کر سکا۔ وہ خسران میں رہا۔ جب انسان عقائد کی ابتری کیوجہ سے اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ اپنے تخلیق کی غرض کو فراموش کرتا من مانے کام کرتا ہے۔

گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ طاغی اور مفسد ہو جاتا ہے۔ اس فساد کو دور کرنے کیلئے رسول یا نبی کتاب اور میزان لیکر آتا ہے۔ کتاب دستور اور میزان یعنے عمل نیک اور عمل بد کا پہچان۔ جب مخلوق نبی یا رسول سے لاپرواہی کرکے سرکش ہو جاتی ہے۔ تو تلوار کے ذریعہ سے اللہ سب کو درست کرلیتا ہے۔ آیتہ۔ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

یہہ قیامت وحشر پل صراط حوض کوثر میزان ہر قیامت کبریٰ کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جس کے آنے کے نشانات ہیں۔ فقراء ہند کے پاس ایسی قیامت ہر لوگ میں ہوتی ہے اور یہہ بھی مانتے ہیں ہر لوگ میں کئی کرم یوگ بھی اور دہرم یوگ یعنے ستیوگ ہیں ستیوک کا آغاز ہونا ایسا ہی تیز ہے جس طرح کرم یوگ کا شروع ہونا۔ دواپار یوگ ختم ہوگیا تھا جس کا علم کرشن جی کو نہیں تھا اس آغاز کو آپ نے ایک واقعہ سے شناخت کیا۔ ایک دن کرشن جی کسی درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا

کہ ایک شخص اپنی ماں کو پیدل چلا رہا ہے اور اسکی بیوی گھوڑے پر سوار ہے۔ یہہ دیکھکر آپ نے ایک درخت پر تیر مار کر چھال نکالی اس پر لکھدیا کہ آج سے کلیوگ آرنبہ ہوگیا۔ اس انقلاب زمانہ کو فقراء اسلام یہ مانتے ہیں

آیہ کریمہ

مَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ۔	قیامت کے امر کیلئے کوئی دیر نہیں لگتی لمحہ بصر میں یا اس سے قریب میں ہے۔

فقراء ہند مانتے ہیں۔ دنیا میں بے نوری اللہ کے نیند کا زمانہ ہے جب وہ آنکھ کھولدیتا ہے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ آنکھ کا کھولنا پلک مارنیسے بھی زیادہ قلیل مدت چاہتا ہے۔ موت بھی ایک قیامت ہے۔ اس کے نسبت حدیثوں میں ہے۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ حدیث۔ من مات فقد قامت له قیامه یہہ وہ قیامت ہے جس کے بعد انسان برزخ میں جاتا ہے۔

آیہ کریمہ

حتیٰ اذا جاء احدھم الموت
قال رب ارجعون ہ لعلی
اعمل صالحا فیما ترکت کلا
انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن
ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ہ

یہاں تک کہ جب آتی ہے کسی کو ان میں سے
موت تو وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب واپس
بھیجدے مجھکو تاکہ میں نیک عمل کروں وہاں جس جگہ
کو کہ میں چھوڑ آیا ہوں ہرگز نہیں ٹھیک یہ ایک بات ہے وہ کہنے والا ہے
اور ان کے پیچھے پردہ ہے، اس دن تک جبکہ وہ اٹھائے جائینگے

برزخ وہ مقام ہے جہاں انسان عمل سے بری ہو کر رہتا ہے۔ یعنے اس مقام
میں عالم اکتساب باقی نہیں رہتا۔ یہ برزخ کا مقام وہی ہے۔ جہاں سے وہ
آیا تھا۔ اس برزخ سے جو نفسوں کی برزخ ہے وہ اس وجہ سے دنیا میں بھیجا
گیا تھا کہ تاکہ وہ اپنی خلقت کی غرض کو پوری کرکے برزخ کبریٰ یعنے روحانیات
کے برزخ میں آئے یعنے اللہ اور بندوں کے درمیان کا برزخ یعنے اور اس
برزخ کے ذریعہ سے انسانوں کا تزکیہ نفس کرکے انسانوں کو عالم روحانیات
میں یعنے جنت میں داخل کرے جب وہ دنیا میں آکر ایسا نہیں کرتا تو لازمی

بات ہے۔ کہ وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس کیا جائے۔ یہہ جگہ انسان رہنے کی نہیں ہے۔ واپسی کی درخواست کیجاتی ہے۔ درخواست تکلیف کی عبارت ہے۔ درخواست نامنظور۔ وہ اسکی بعثت تک وہیں رہے گا۔ یہاں سے نکلنا اس کے کسی عمل کے نتیجہ پر منحصر نہیں بلکہ خلق الانسان علی صورۃ الرحمٰن یعنے رحمانی تقاضا سے وہ مبعوث ہوگا تا کہ وہ اپنے کرنیکا کام کرے اور احسن صیغہ اختیار کرے۔ فقراء ہند کہتے ہیں۔

انسان جس کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اگر وہ اپنا کام کرے نر کا نارائن ہو جائے۔

[illegible]
[illegible]

جب انسان مرتا ہے تو اسکی قبر قائم ہو جاتی ہے۔ اس کے پاس منکر نکیر پہونچ جاتے ہیں۔ اس شخص سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے۔ اس وقت سید الکونین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما رہتے ہیں۔ آپ کی طرف یہہ فرشتے اشارہ کرکے پوچھتے ہیں۔ اس ذات مبارک کی نسبت تیرا کیا خیال ہے۔ اگر وہ انسان گو اپنا رب اللہ کہدے

اور اپنا دین اسلام بتائے۔ پھر ذات مبارک کی شناخت نہ کرے تو جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ قبر میں سیدھے طرف جنت کا دروازہ کھلتا ہے اور بائیں طرف دوزخ کا دروازہ یہہ حساب کتاب ہر انسان کی موت کے بعد کھلتا ہے۔ یہہ برزخ کا عالم جب گذر جائے گا۔ حشر اجساد شروع ہوگا۔ برزخ کی دوزخ وحدت آشنا نہ ہونے کی سزا ہے۔ مسلم اگر گناہ کرئے تو اسکی سزا صورت انسان میں ہوگی۔ یہ دوزخ وہ ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے۔ یاتی زَمَانٌ عَلیٰ جَهَنَّم لَیْسَ فِیهَا۔ یہہ حشر اجساد کے زمانہ کی دوزخ ہے۔ یَحْشُرُ النَّاسُ عَلیٰ قَدَمِی کی حدیث اس پر دال ہے۔ اور حشر بھی اپنے مقرّرہ وقت پر ہوا کرتا ہے۔ مسیح کا ظہور قیامت کا نشان ہے اور حشر لوا احمد کا لہرانا ہے۔ تِلْكَ الْاَیَّا مُ نُدَا وِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ کھنا اور چودھوین صدی دنیا کی آخرت کھنا پانچہزار چھ (۵۶۰۰) سو سال آدم کے وجود کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مین ہوں کھنا اِنَّ مُدَّةُ الدُّنیا سَبْعَةَ الفَ سَنَہ کھکر قیامت اور حشر کی مدّتوں کا تعین کر دینا

بتاتا ہے کہ ایسا انقلاب ہوتا رہے گا۔ اور ہر انقلاب میں حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ہی تمام انسانوں کا حشر ہوتا رہے گا۔

یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَۃٌ ۔ یہہ ہر وقت ہوتا رہے گا۔ اس زمانہ

میں وجود احدیت بذریعہ قدسی طاقت موجود ہوگا گویا آپ اس وقت موجود

رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ ۝	اے محمدؐ تو دیکھیگا عرش کے اطراف ملائکہ کھڑے ہوئے ہیں اور تسبیح اپنے رب کی کر رہے ہیں اور بالحق اسیوقت فیصلہ کیا جائے گا۔

اور ایک آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ حشر کے دن آپ رہیں گے اور کافر

ناچار آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے تاکہ آپ معاف کریں اور پناہ دیں

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝	کافروں کو حشر کے دن کوئی چارہ کار نہو گا بجز اس کے وہ تیرے طرف دوڑتے ہوئے آئیں دھنے طرف سے اور بائیں طرف سے۔

حضور انور کا وجود نور ذات سے ہے اور کل کائنات آپؐ کے نور سے ہے۔

جیسا کہ فرمایا انا من نور اللہ وکل شیء من نوری۔ یہ حدیث بتا

رہی ہے۔ کہ آپ کا وجود کائنات عالم کے وجود کے پیشتر تھا۔ اور آپؐ کا یہ

کہنا کہ مدت دنیا سات ہزار سال ہے گویا ہر سات ہزار سال کے بعد انقلاب

عظیم ہوتا ہے۔ آپؐ کا فرمان یہ بھی ہے کہ ایسے انقلابات ایک نود (۹۹) پر نو دفعہ

ہو چکے ہیں اور چودھویں صدی کا انقلاب سوواں انقلاب ہے۔ فقراء

ہند اس قیامت کو اس طرح کہتے ہیں۔ اکتیس لاکھ بتیس ہزار (۳۱۳۲۰۰۰)

برس میں ایک چتریوگ ختم ہوتا ہے۔ ایسے چتریوگ اب تک بیس دفعہ ختم

ہو کر اکیسویں چتریوگ کا کلیوگ پانچ ہزار چھالیس سال والا ہے۔ اس حساب

سے ہر یوگ کا ایک آدم یا مہا دیو لیا جائے تو چوراسی (۸۴) آدم ہوتے ہیں

جس طرح فقراء ہند کے پاس ہر یوگ میں کرم یوگ اور ستیوگ آتا ہے۔ اسی

طرح اسلام میں قیامت صغریٰ و قیامت وسطیٰ اور قیامت کبریٰ ہے۔ ان

کی مدتوں کو وقت کا اوتار بتاتا ہے۔ فقراء ہند کے پاس ہر یوگ کی یعنی مدت زمانہ

کی تعدادیں الگ الگ ہیں اسیطرح اسلام میں بھی مدت دنیا کی تعدادیں الگ الگ ہیں جیسا قران کریم فرماتا ہے۔

سَالَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۔	پوچھا ایک پوچھنے والے نے عذاب واقع کی نسبت جو کافروں سے ہرگز نہیں ٹلنے والا ہے وہ اللہ ذی المعارج کیطرف سے ہے۔ چڑھتے ہیں ملائکہ اور روح اس کی طرف ایک دن میں جسکی مدت پچاس ہزار سال ہے ۔

اور ایک آیتہ میں یہہ مذکور ہے ۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۔	وہ تدبر کرتا ہے امر کا آسمان سے زمین کی طرف پھر وہ چڑھ جائیگا اُدھر ہی ایک دن میں جسکی مدت ہزار سال ہے ۔ اس حساب سے جو تم گنتی کرتے ہو ۔

حدیثوں میں خلافت راشدہ کے اختتام پر جو کربلا کا میدان گرم ہوا اس کو بھی

قیامت کہا گیا اور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ بتا رہا ہے۔ کہ تین سو سال کے بعد بے نوری یعنے ایک قسم کی قیامت ہوگی۔ اور حدیثوں میں فیج اعوج کے نسبت فرمایا وہ بہت برا زمانہ ہے۔ وہ ایکہزار سال کا ہے اس کے نسبت فرمایا۔ لیسوا منی ولست منھم یعنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس زمانہ کے لوگ مجھ سے نہیں رہیں گے۔ اور میں ان سے نہیں ہوں۔

فقراء اسلام کے پاس وہ زمانہ جس زمانہ میں انسان اپنی کرتوتوں کیوجہ سے تباہ برباد ہوگا۔ دجال ہے مختلف صورتوں میں دور کرے گا۔ اسکو قیامت کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اس کو ساعت بھی کہا گیا ہے۔ حقیقت میں انسان کے مختلف شامت اعمال کا عذاب مختلف صورت میں ہونا چاہئیے کیونکہ گناہ بھی مختلف قسم کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ہر قسم کے گناہ کی سزا ایک نہیں ہونی چاہئیے۔ قیامت درحقیقت انسان کے اقسام گناہ کا رنگ ہے۔ انسان کے مختلف گناہ ہیں ان کے عذابوں کے رنگ

ہی مختلف ہیں جو ساعۃ میں وارد ہوتے ہیں۔ ایسے زمانہ میں نیک لوگ
اللہ کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔ جب انسان جنت میں جانے
کیلئے ہی پیدا ہوا ہے۔ یا جنّت انسان کیلئے ہی بنائی گئی ہے تو ضرور ہے کہ
جس قدر مادّہ کا زور کسی زمانہ میں بڑھ جائے گا۔ اسی زمانہ میں روح بھی
اپنی پوری طاقت سے کام کرے گی۔ وہ یہی حقیقت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے ایک زمانہ دوزخ پر آئے گا۔ کہ اللہ کثرت سے انسانوں کو اس میں داخل
کرتا رہے گا۔ وہ اگھوری دوزخ کھے گی۔ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کیا اور بھی لوگ
ہیں۔ اس وقت عارف بندے ان دوزخیوں کے بالکل قریب رہیں گے۔
اس کے طرف اشارہ کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ
لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ یعنے ایسے مصیبت کے زمانہ میں عارفوں کیلئے جنت
قریب رہے گی۔ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ۔ جب
دوزخ کی آگ دھکائی جائے گی تو جنّت کا سرور بھی ساتھ ہی لگا رہیگا
دجّال مجسم فتنہ۔ جس کے قبضہ قدرت میں دوزخ ہے۔ تو اس قسم کی جنت

بھی اس کے ساتھ لگی ہوی ہے۔ دجّال کے زمانہ میں جنّتیوں کو دیکھنا چاہو تو اس کے ہر بات کے مخالف جو رہیں گے وہ جنّت میں رہیں گے۔ قرآن کریم نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ ۔	اللہ پالنے والا ہے انسانوں کا وہ بادشاہ ہے انسانوں کا وہ پیارا ہے انسانوں کا۔

دجّال کے فتنہ سے وہی بچیں گے جو اس کی رزّاقیت کا انکار کریں گے۔ اور اس کی بادشاہیت کا انکار کریں گے اس کی پیاری چیزوں باغ بغیچے عورت و دولت کا انکار کریں گے۔ فقیر کے پاس اس سے بڑھ کر یہ کہ جو لوگ اس کی طرز زندگی اس کی تہذیب اس کے تمدن اس کی وضع قطع کو انکار کر کے حتی کہ اس کے مخالف صورت بنا کر زندگی بسر نہیں کریں گے۔ وہ دوزخ سے بچ نہیں سکتے۔ اگر اس نے محلیں بنائے ہیں تو تم جھونپڑیاں بنا لو اگر اس نے لوازمات زندگی بڑھائے ہیں تو تم لوازمات زندگی گھٹا لو اگر اس نے بال کٹوائے ہیں تو بال چھوڑ دو۔ اس نے فاخرہ لباس پہنا ہے

توتم فقیرانہ لباس پہن لو۔ اس نے دنیا طلبی سکھائی ہے تو تم دنیا ترکی سکھاؤ
اگر اس نے داڑھی منڈھوائی ہے تو تم داڑھی بڑھاؤ۔ وہ گانے بجانے کا شوقین
ہے تو تم اس سے نفرت کرو۔ غرض قیامت وہ ہے جبمیں گناہگار لوگ اللہ سے
غافل رہیں گے وہ ایک بُرا دن ہے وہی بُرا دن عارفوں کے لئے عید کا دن ہی
کمانیکا دن ہے۔ مرتبے پانے کا دن ہے۔ رحمت لوٹنے کا دن ہے۔

ہیں تو عید کے دن سے ہے بہتر دن قیامت کا
وہ ناداں اور ہی ہونگے جنہیں خوفِ قیامت ہے

یہہ وہ دن ہو گا۔ جبمیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی طاقت کا
ظہور ہو گا۔ اُمت دنیا پر اس طرح بیہوش فریفتہ ہو گی۔ جس طرح شمع پر پروانے۔
آپؐ ہونگے کہ اپنے دونوں دست مُبارک سے اپنے امتیوں کو اس آگ
سے بچاتے رہیں گے۔ اس وقت کے سابقون الاولون اور اصحاب یمین کو
اللہ کی نعمتوں سے مالا مال کرتے رہیں گے۔ اِذَا الرَّسُلُ اُقِّتَتْ اسی زمانہ کے لئے ہے
تمہارا چاہنے والا بنا موسٰی کوئی عیسٰی ۔ خدا جانے وہ کیا ہونگے تمہیں جنکی محبت ہے

فقرا ہند قیامت کے اقسام اس طرح بیان کرتے ہیں۔

کشت وخون کا زمانہ۔ قیامت یا تباہی	[illegible]
قیامت کبریٰ یا حد درجہ کی تباہی۔ تدارک	[illegible]
کلیجے گلے کو آنیوالا زمانہ۔ سزا کا دن۔	[illegible]
مختلف الخیالی کا زمانہ۔ تباہی و بربادی کا زمانہ	[illegible]

فقرا اسلام کے پاس قیامت کے اقسام اس طرح ہیں۔ اور تفصیل یہ ہے۔

یوم الفصل۔ یوم الدین۔ یوم الجزا	فیصلہ کا دن۔ بدلے کا دن۔ جزا کا دن
نباء عظیم۔ یوم الوعد۔ یوم الحق۔	وسزا کا دن۔ بڑی خبر۔ وعدہ کا دن۔ حق کا حق
زجرۃ الواحدۃ۔ ساھرہ۔ صاخہ	ہونیکا دن۔ ایک جھڑکی۔ ہموار زمین کے ہونا۔
طامۃ الکبریٰ۔ یوم البعث۔ یوم عظیم	کان پھوڑنیوالی آواز بیحد بڑی۔ دوبارہ آنیکا
یوم تقوم الروح والملئکۃ صفاً۔ یوم	دن۔ بڑا دن۔ جبدن روح کھڑی ہوجائیگی اور
یقوم الناس لرب العلمین۔ غاشیہ	ملائکہ صف باندھے ہوئے رہینگے۔ جس دن تمام انسان
یوم یتذکر الانسان ما سعیٰ۔ العاقبۃ	رب العالمین کیلئے کھڑے ہوجائینگے۔ ڈھانپ لینے والی۔ اس دن

القارعة - يوم الآزفة - يوم التلاق
يوم التغابن - يوم ينظر المرء ما قدمت
يداه ويقول الكافر يا ليتني كنت
ترابا - صيحة واحدة - بطشة
الكبرى - يومئذ تحدث اخبارها
يوم يكون الناس كالفراش المبثوث
وتكون الجبال كالعهن المنفوش
اذا بعثر ما في القبور وحصل ما
في الصدور - يومئذ يصدر
الناس اشتاتا ليروا اعمالهم
ان ربهم بهم يومئذ لخبير - يوم
الوعيد خلق جديد - يوم تشقق
الارض عنهم سراعا - يوم نقول

انسان اپنے کرتوتوں کو یاد کریگا۔ پیچھے ٹھوکنے والی
نزدیک آنیوالا دن۔ ملاقات کا دن۔ ایک دوسرے پر چڑھائی
کا دن۔ اس دن آدمی دیکھیگا۔ جو کچھ اسنے آگے
بھیج رکھا ہے۔ اسدن کافر کہیگا۔ کاش کہ میں مٹی ہوتا۔ ایک
بڑی آواز جس آواز سے بدشگونی لیجاتی ہے۔ بڑی پکڑ۔
اسدن زمین اپنے باتیں کہیگی۔ جسدن لوگ حشرات الارض کیطرح
پریشان ہو جائینگے۔ اور ہو جائینگے پہاڑ دھنکی ہوئی پشم کیطرح
جب اٹھایا جائیگا جو کچھ بیچ قبر کے ہے۔ اور حاصل کیا جائیگا
جو کچھ بیچ سینوں کے ہے۔ اسدن پھوٹم پھاٹ ہونگے
تاکہ دکھائیں جائیں انکے اعمال۔ تحقیق ان کا رب
انکے ساتھ اس دن خبردار ہیگا۔ برا دن جدید
خلقت۔ اس دن بڑی سرعت سے تتر بتر ہونگی
ان سے۔ اس دن ہم کہینگے دوزخ کو کیا بھری تو

لجہنّم ھل امتلت وتقول ھل من	اور وہ کہیگی کچھ اور زیادہ ہے۔ اور متقین کیلئے
مزید ٥ وازلفت الجنۃ للمتقین	اسدن جنت قریب کیجائیگی۔ دور نہیں ہے ہمیشہ رہنے
غیر بعید۔ یوم الخلود۔ یوم یسمعون	کا دن آواز بد کے سننے کا دن واجبی طور پر۔ وہ دن
الصیحۃ بالحق ٥ ذالک یوم الخروج	نکلنے کا ہے۔ جس دن کانپیگی کانپنے والی (زلزلہ آئیگا)
یوم ترجف الراجفۃ تتبعھا	اسکے پیچھے آنیوالی آئے گی۔
الرادفۃ ٥ قلوب یومئذ واجفۃ	دلیں اس دن دھڑکتے ہونگے۔ آنکھیں نیچی
ابصارھا خاشعۃ یقولون	ہونگی کہینگے کیا ہم پھر آئینگے۔ الٹے پاؤں۔ جب
ءانا لمردودون فی الحافرۃ ٥ ءاذا	ہو جائینگے ہم ہڈیاں گلی ہوئی۔ کہتے ہیں یہہ اس وقت
کنا عظاما نخرۃ ٥ قالوا تلک اذا	آنا ہے گھاٹے کا۔ بس سوا اسکے نہیں کہ وہ ایک ڈانٹ
کرۃ خاسرۃ ٥ فانما ھی زجرۃ	ہے۔ بس جب وہ میدان میں رہیں گے۔
واحدۃ فاذا ھم بالساھرۃ ٥	
یسئل ایان یوم القیمۃ ٥ فاذا برق	پوچھتا ہے قیامت کب ہے (جواب) جب بجلی کی روشنی آنکھ
البصر ٥ وخسف القمر ٥ وجمع الشمس والقمر	چندھیا جائیگی اور چاند گرہن ہوجائیگا۔ اور چاند اور سورج

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿	جمع کئے جائینگے ۔ انسان کہیگا اسدن اب بھاگنے کی جگہ کہاں ہے
کَلَّا لَا وَزَرَ ﴿ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذٍ	ہوشیار رہو جائیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں اس دن
الْمُسْتَقَرُّ ﴿ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ	تیرے رب کے پاس جائے قرار رہیگی ۔ اس دن انسان
بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿	معلوم کرایا جاوگا ۔ وہ آگے کیا بھیجا ہے ۔ اور پیچھے کیا چھوڑا ہے
وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ	بعض چہرے اسدن تازہ رہینگے اور اپنے رب کو
وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿ تَظُنُّ اَنْ	دیکھتے ہونگے ۔ بعض چہرے اسدن اداس رہینگے گمان
یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿ كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ	کرتے ہونگے وہ نادار ہوجائینگے ۔ یعنے فقیری انکے گلے پڑیگی
التَّرَاقِیَ وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ ﴿ وَّظَنَّ اَنَّهُ	ہوشیار کوئی نہیں جب کلیجہ منہ کو آئیگا ۔ آسوقت پکارینگے
الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ	اب کون ہے بچانیوالا ۔ اور گمان کرینگے کہ وہ جدائی ہے
اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿	اور ایک پنڈلی (طاقت) دوسرے پنڈلی سے ٹکر کھائیگی

اس دن تیرے رب کے پاس کھینچے ہوئے آنا ہوگا ۔

تمت

صدیق دیندار چن بسویشور

المرحوم ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ خانقاہ سرور عالم آصف نگر حیدرآباد دکن
۱۳۶۱ھ

فہرست کتب دیندار انجمن

(ملنے کا پتہ۔ علے پلی مکان نمبر ۵۹ حیدرآباد دکن)

تصانیف مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ مدظلہ

دافع وسواس آریہ

اس کتاب میں حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ نے پچھمن آریہ ابدیک کے دعاوی باطلہ کا بہ دلائل قاطعہ و براہین باہرہ رد کئے ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے وید اور قرآن کے صحیح مطالب پر آگاہی ہو جاتی ہے جس کو آریہ غلط تاویلات کے پردوں میں چھپانا چاہتے ہیں خصوصاً گوشت خوری کہ جس کا ذکر ویدوں میں کثرت سے آیا ہے اس پر بھی اس تصنیف میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

تریاق سم آریہ

اس کتاب میں ویدوں اور اپنشد کے پیشگوئیاں در بارہ سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے گئے ہیں ہندوؤں کے ان مقدس کتب میں آپ کا نام مبارک محمد اور احمد مذکور ہوا ہے اور آپ کے حالات مبارک کا بھی بیان ہے

اعادۂ اسلام

یہ وہ کتاب ہے جس میں اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا ثبوت ہے۔ اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام ہی ایک دین ہے جو ہر زمانہ میں انسانوں کی زندگی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ امتیازی شان ہے جو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں۔ قیمت ۲ عہ

کتاب سرور عالم یعنی جگت گرو

یہ وہ کتاب ہے جس کو ہندوستان کی مذہبی دنیا میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ دو حصوں میں منقسم ہے (۱) موجودہ کتب سماوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور خصوصاً ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں وضاحت سے موجود ہیں (۲) مسئلہ قربانی گاؤ (برائے ہندو مسلم اتحاد) جس میں اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے کہ بزرگان ہنود نے گائے کی قربانی کی ہے۔ اب تک اس کتاب کی کئی بار اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ اس کی اشاعت پنجم ہے جس میں کچھ مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ قیمت ۴/

لنگایت

خصوصاً: ایسے زمانہ میں جب کہ گاندھی جی نے تحریک ہریجن کے ذریعہ دراوڑی قوم کو (جو شیو کے ماننے والے ہیں) ہندوؤں کے ماننے والوں میں ضم کرنے کی در پردہ کوشش کی ہے۔ مولانا صدیق دیندار چن بسویشور

اس کتاب کی اشاعت سے قوم لنگایت پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ یعنی ہر اہمیت کے راز کو فاش کر کے آپ نے معقول دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ قوم لنگایت میں باوجود تغیرات زمانہ جو جغرافیائی اثرات کے اب بھی ان کے تمدن معاشرت تہذیب وغیرہ کے بنیادی اصول عربوں ہی کے مماثل ہیں مسلمانوں اور لنگایت قوم کے اعتقادات رسم و رواج عادات و اطوار میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے رسم الخط میں بھی ام الالسنہ عربی کے رسم الخط کی مماثلت سے بحث کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ موجودہ انقلاب ہند میں قوم لنگایت جو اقلیت میں ہے اپنی انفرادیت کو کس طرح باقی رکھ سکتی ہے۔

دینداراچن بسویشور

مصنفہ حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ آج سے تقریباً نو سو سال پیشتر بزرگان اقوام ہنود نے اپنی کتابوں میں ایک انسان کی آمد کی بشارت دی ہے جو دیندار اور مسلمان ہوگا اور اپنی قوم کو یہ ہدایت دی ہے کہ اس کے ساتھ ہو جائیں اور مذہب اسلام قبول کریں۔ یہ پیشگوئیاں بارہ ہزار فقرات میں ہیں۔ اس میں (۹۶) زمین و آسمان کے نشانات ہیں جن میں سے اکثر لفظ بہ لفظ پوری ہو چکی ہیں اور دیندار چن بسویشور کے جو نشانات ہیں جو کل کے کل حضرت مولانا صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قبلہ میں پائے جاتے ہیں اس کتاب میں مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہندوستان کے ہر انسان کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ قیمت ۸؍

جامع البحرین

یہ علم تصوف میں ایک ہی کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے اس دعوے کا مدلل جواب دیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں تصوف نہیں فلسفہ ہند کے شلوک ان کے اصلی رسم الخط میں دئے گئے ہیں اور یہ ثبوت دیا گیا ہے کہ تصوف اسلام مکمل علم ہے اس میں ہندو مسلم اتحاد کے تمام اسباب جمع ہیں۔ قیمت ۱۲؍

خلافت مبشرہ

آزادی ہند کا ضامن ہندو مسلم اتحاد ہے حقیقی ہندو مسلم اتحاد کا فارمولا آپ اس کتاب سے معلوم فرما سکتے ہیں۔ قیمت (۸؍)

پیام خلافت

سیاسی جماعتوں کے مختلف مقاصد نے آزادی ہند میں مشکلات پیدا کر دیا۔ یہ انسانی فرض ہے کہ ہر سیاسی جماعت کے مقاصد کے حصول کا متحدہ مرکز دریافت کرے یہ آپکو اس کتاب سے معلوم ہوگا قیمت (۸؍)

اسلام ہی امن کا ضامن ہے

اس کتاب میں یہ ثبوت دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کے اصول ہی عالم انسانیت میں امن کا باعث ہو سکتے ہیں جس کا عملی ثبوت مسلمانوں کی تاریخ ہے قیمت ۲؍

قواعد حرب

مسلمانوں میں عسکری تنظیم و یکرنگی و ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے یہ رسالہ لکھا گیا ہے اس میں وہ تمام قواعد اور اوامر موجود ہیں جن کا ایک سپاہی کو جاننا ضروری ہے۔ یہ رسالہ پانچ حصوں پر مشتمل ہے (۱) اوامر صف بندی میں (۲) اوامر حرکت میں (۳) بندوق کے استعمال میں (۴) سنگین یا تلوار کے استعمال میں (۵) میدان جنگ کے اشارات میں۔ قیمت ا؍۔ انسان کی آخرت دو روپیہ۔ ہدایت نامہ ۴؍ آریہ سماج تحریک کا جواب ۴؍ شہید نمبر ۸؍ راز حیات ۴؍ کلید کامیابی ۲؍ جزو اول قرآن کریم کنسریس ۸؍ قرآن کریم مع عربی ۱۱؍ ہندو مسلم یونٹی ۱۲؍ تائید خلافت حضرت اصفیاء بلع

بیشتر ایڈیٹر/